Part - 5

خطبات ارشدی

فضیلۃ الشیخ دکتور ارشد بشیر عمری مدنی سلمہ اللہ

Shaikh Dr. Arshad Basheer Umari Madani

Hafiz, Aalim, Faazil (Madina University, KSA),
MBA, PhD from Switzerland.
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyd.
www.askislampedia.com | www.abmqurannotes.com | www.askmadani.com
+91 92906 21633 (whatsapp only)

فہرست

[گستاخ صحابہ قرآن مجید کی عدالت میں](#) 2

[اسلام کی خدمت کے لیے مالداروں کی قربانیاں](#)

50 ....

[اسلام ہر فرد کی ضرورت - تاریخی جائزہ اور ہماری](#)

[ذمہ داریاں](#) 98

[اسلام مخالف بعض میڈیا کے اسلام پر دس مشہور](#)

[اعتراضات اور ان کے جوابات](#) 135

گستاخ صحابہ قرآن مجید کی عدالت میں

عناصر خطبہ

تمہید

رافضیوں کی گستاخی

شیعہ علماء کی توبہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی دس اہم خصوصیات قرآن مجید کی روشنی میں:

1۔ ایمانِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

2:۔ منہج صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

3:۔ صداقتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

4:۔ فلاحِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

5:۔ خیریتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

6:۔ رُشدِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

7:۔ مغفرتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

8:۔رضائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین

9:-عدالت وشہادتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین

10:- صحبتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین

اختتامی کلمات

گستاخِ صحابہ قرآن مجید کی عدالت میں

تمہید

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت و عقیدت اسلام کا جزء لا ینفک ہے اور ان سے بغض و عداوت کفر کی علامت ہے۔ علمائے اہل السنۃ والجماعۃ نے تاریخ کے ہر دور میں بالخصوص فقہاء و محدثین، ائمہ اربعہ اور اہلحدیث سلفی علمائے کرام نے صحابہ کرام کی شان میں ادنی درجے کی گستاخی بھی برداشت نہیں کی بلکہ ایسوں پر بھرپور رد کیا جن کے زبان و قلم نے شانِ صحابہ کی تنقیص میں ذرا برابر بھی حصہ لیا ہو۔ الحمد للہ! لیکن دوسری جانب ایک اور گروہ ہے جو شیعان علی (رضی اللہ عنہ) ہونے کا دعوی کرتا ہے اور دیگر صحابہ کرام کو طرح طرح کی گالیاں اور دشنام طرازیاں دینے سے باز نہیں آتا، بے جا الزامات و اتہامات اور طعن و تشنیع کے ذریعے صحابہ

کرام کی مقدس جماعت کی Credibility مجروح کرنے کے درپے رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً صحابہ کرام سے اپنے بغض و عداوت کا اظہار بھی کرتا رہتا ہے۔

رافضی گستاخِ صحابہ ہیں:

ایک کتاب " الكافي "ہے[1]۔ جس کی تین مختلف درجوں میں تقسیم کی گئی ہے 1 : اصول الكافي 2 : فروع الكافي 3 : روضة الكافي . جس طرح سنی حضرات یعنی ہم مسلمانوں کا ماننا ہے کہ " أصح كتاب بعد كتاب الله تحت أديم السماء صحيح البخاري " قرآن مجید کے بعد اس آسمان کے نیچے اگر کوئی صحیح کتاب ہے تو وہ صحیح البخاری ہے، اسی طرح شیعہ حضرات کے پاس اس

[1] کتاب "الکافی" شیعہ حدیث کی مشہور کتاب ہے، جسے محمد بن یعقوب الکلینی نے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے: اصول الکافی، فروع الکافی، اور روضۃ الکافی۔ روضۃ الکافی مختلف موضوعات پر روایات کا مجموعہ ہے۔

کتاب" الروضة من الکافی "کو صحیح بخاری کا درجہ حاصل ہے۔اس کتاب کی آٹھویں جلد میں یہ جملہ لکھا ہوا ہے "کان الناس اهل ردة بعد وفاة النبي صلى الله عليه وسلم الا ثلاثة "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سارے صحابہ مرتد ہو گئے (نعوذ باللہ !۔" نقلِ کفر کفر نہ باشد "کفر کو نقل کرنا کفر نہیں ہے یعنی میرا یہ بات نقل کرنا کفر نہیں ہو گا کہ میں محض ایک کتاب کی عبارت نقل کر رہا ہوں) سوائے تین انسانوں کے 1: مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ 2: ابوذر رضی اللہ عنہ 3: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔
مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام پر قائم تھے اور جیسے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو سارے کے سارے مرتد ہو گئے۔

نوٹ: شیعہ حضرات اس لفظ کی تاویل کر کے دفاع کرتے ہیں اپنی کتب سے تاہم دوسرے علماء کہتے ہیں ہو سکتا یہ دفاع نہ ہو بلکہ تقیہ ہو بعض کی طرف سے واللہ اعلم

چند شیعہ علماء کی توبہ:

1: شیخ الحسن الموسوی روافض کے بہت بڑے عالم تھے لیکن بعد میں انہوں نے توبہ کی اور سنیت اختیار کی۔ جب لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے "للہ ثم للتاریخ" نامی کتاب لکھ کر اس کا مکمل اور تفصیلی جواب دیا اور یہ ثابت کیا کہ اہل السنۃ والجماعۃ ہی حق پر ہیں اور رافضہ باطل پر ہیں۔

2: نواب وحید الزماں ایک بہت بڑے عالم گذرے ہیں، پہلے شیعہ تھے پھر بعد میں انہوں نے بھی اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ قبول کیا اور رافضیت سے توبہ کرنے کے بعد آپ نے

احادیث کی کتب ستہ یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کا اردو ترجمہ بھی کیا۔

3: امام شوکانی یمن کے بہت بڑے عالم تھے، یہ امام بھی پہلے شیعہ تھے لیکن بعد میں انہوں نے بھی اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ قبول کیا۔ آپ کی ایک کتاب "نیل الاوطار " ہے جو آج بھی مدینہ یونیورسیٹی میں داخلِ نصاب ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ایسے ایسے شیعہ علماء جو بیس یا تیس بلکہ چالیس سالوں تک صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کی گستاخیوں میں ملوث تھے ، دینِ اسلام سے نفرت و دشمنی کا اظہار کر رہے تھے وہ بھی توبہ کر سکتے ہیں، راہِ راست کی انہیں بھی باذن اللہ توفیق نصیب ہو سکتی ہے، اللہ سبحانہ وتعالی کی مدد ہو تو ہدایت کے راستے ان کے لیے بھی کھل سکتے ہیں۔ لیکن انہیں صحیح اسلام کا تعارف دینا ہمارا فرض ہے، باقی توفیق و

ہدایت دینا یہ اللہ تعالی کا اختیار اور اس کی مرضی ہے جیسے ڈاکٹر کا کام علاج کرنا ہے اور شفا دینے والا اللہ سبحانہ وتعالی ہے۔کسان کا کام زمین میں بیج بونا ہے اور فصل اگانے والا اللہ سبحانہ وتعالی ہے۔ اللہ تعالی مسبب ہے اور ہم اسباب کے طور پر کارِ دعوت انجام دیں گے۔ان شاء اللہ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی دس اہم خصوصیات قرآن مجید کی روشنی میں:

گستاخِ صحابہ کو صحابہ کرام کی حقیقی عظمت و مرتبت سے متعارف کرانا امت محمدیہ کی ذمہ داری ہے۔لہذا انہیں یہ دعوت دی جانی چاہیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیم اجمعین کی عزت وتکریم واجبی امر ہے اور صحابہ کرام کی گستاخی کرنے والوں سے مکالمہ کیا جانا چاہیے کہ تاریخ کے من گھڑت

واقعات اور غلط فہمیوں کی بنیاد پر وہ کس قدر باطل فیصلے کر رہے ہیں، نیز ان گمراہیوں کو باطل ثابت کرنے اور ان کا تسلی بخش جواب دینے کے لیے کیا قرآن مجید کی آیات بینات کافی نہیں ہیں ؟ اگر وہ قرآن مجید میں بیان کردہ صحابہ کرام کی صفات و خصوصیات کا سچے دل سے مطالعہ کریں تو شاید انہیں باذن اللہ ہدایت نصیب ہو جائے۔

قرآن مجید کی آیاتِ کریمہ کی روشنی میں صحابہ کرام کی دس اہم خصوصیات یہ ہیں۔ 1 : پہلی خصوصیت ایمانِ صحابہ 2 : دوسری خصوصیت منہجِ صحابہ 3: تیسری خصوصیت صداقتِ صحابہ 4: چوتھی خصوصیت فلاحِ صحابہ 5: پانچویں خصوصیت خیریتِ صحابہ 6: چھٹی خصوصیت رشدیتِ صحابہ 7: ساتویں خصوصیت مغفرتِ صحابہ 8 : آٹھویں خصوصیت رضائے

صحابہ 9: نویں خصوصیت عدالت و شہادتِ صحابہ 10: دسویں خصوصیت صحبتِ صحابہ۔

شاید مکالمے اور ڈائیلاگ کی راہ سے ہم ایسوں کو ہدایت سے قریب تر کر سکیں جو مبتلائے تعصب نہیں ہیں، ہم میں سے کسی کی اگر کسی شیعہ سے ملاقات ہو تو اس سے ادب و احترام کے ساتھ سوال کیا جائے کہ کیا اللہ تعالی عالم الغیب نہیں ہے ؟ کیا اللہ تعالی کو نہیں معلوم تھا کہ مستقبل میں جنگ جمل اور جنگ صفین ہونے والی ہے ؟ اس کے باوجود بھی اللہ تعالی نے قرآن مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہدایت یافتہ ہونے کے ذکر کے ساتھ ساتھ ان کی ایمانی صفات و خصوصیات کو بھی بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ " رضي اللہ عنھم ورضواعنہ " اللہ سبحانہ وتعالی ان سے راضی ہے اور وہ صحابہ اللہ سبحانہ وتعالی سے راضی ہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ

کرام کے درمیان جو بھی جنگ ہوئی وہ کفر و ایمان کا نہیں بلکہ ایک اجتہادی مسئلہ تھا اور فسادیوں نے ہمیشہ اس کا فائدہ اٹھایا ہے۔ اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جان بوجھ کر ایک دوسرے کا قتل کرتے تو اللہ سبحانہ وتعالی کیا ان سے رضامندی کا اعلان کرتا؟ ہرگز نہیں! اگر ایسا ہوتا تو اللہ سبحانہ تعالی ان سے راضی نہیں ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" من قتل مُعاهَدًا لم يَرَحْ رائحةَ الجنَّةِ " (صحيح البخاري: 3166)"جس کسی نے کسی معاہد کا قتل کیا وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ پائے گا"۔ اس حدیث میں صرف معاہد کو قتل کرنے کی سزا جنت سے محرومی بتلائی گئی ہے تو صحابہ کرام کے بارے میں یہ گمان ہی نہیں کیا جاسکتا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایک دوسرے کو جان بوجھ کر قتل کیا ہے۔ بعض روافض صحابہ پر طعن کرنے میں اتنے اندھے ہوچکے ہیں کہ اللہ

تبارک وتعالی پر بھی نقص کو بیان کرتے ہیں بلکہ انہوں ایک عقیدہ گڑھ لیا جسے عقیدہ بدا کہا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کی اللہ تعالی کو مستقبل کے واقعات کا علم نہیں ہوتا جب تک کہ وہ واقعات پیش نہیں آجاتے۔

1 ۔ پہلی خصوصیت ایمانِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین :- اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان کو معیار قرار دیا اور بتلایا کہ اگر کسی کا ایمان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا نہ ہو تو وہ باعثِ ہلاکت وبربادی ہوگا۔ سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 137 میں اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے : "فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت

پائیں، اور اگر منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں، اللہ تعالی ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے)۔

نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستوں پر چلنے کی کوشش کرنے والے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔

2: دوسری خصوصیت منہج صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین:

یعنی لائف اسٹائل، زندگی گذارنے کا طریقہ، ہر معاملہ جیسے عقیدہ، فقہ، فروعات، عبادات، معاملات اور اخلاقیات وغیرہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی پیروی کرنا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے " اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ" ((سورة الفاتحة:5))ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔ سیدھی راہ سے مراد کسی عالم کی خاص راہ، کسی

مسلک کی راہ یا طریقت کی راہ مراد نہیں ہے بلکہ سیدھی راہ سے مراد وہ صراطِ مستقیم ہے جس کا اللہ تعالی نے ذکر فرمایا ہے " صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ((سورة الفاتحة:6-7))"ان لوگوں کی راہ جن پر تونے انعام کیا، ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا (یعنی وہ لوگ جنھوں نے حق کو پہچانا، مگر اس پر عمل پیرا نہیں ہوئے) اور نہ گمراہوں کی (یعنی وہ لوگ جو جہالت کے سبب راہ حق سے برگشتہ ہوگئے)۔

یہ نجات اور انعام حاصل کرنے والے لوگ کون ہیں؟ اگر ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں تو سورہ نساء سورہ نمبر 4 کی آیت نمبر 69 اور 70 میں اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا: " وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (69) ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ ۚ

وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيمًا (70) " اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں، یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے "۔ انعام حاصل کرنے والے کون ہیں؟ وہ انبیاء کرام ہیں ، صدیقین (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسے لوگ) ہیں ، شہداء (حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے لوگ)ہیں اور صالحین (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے لوگ) ہیں۔ ان کے راستے پر جو چلیں گے وہ کامیاب ہو جائیں گے۔

3 :۔ تیسری خصوصیت صداقتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین: یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی

سچائی۔ صحابہ کرام کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں کو اللہ تبارک وتعالی کا یہ سچا کلام سننا اور اس پر غور فکر کرنا چاہیے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نعوذ باللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے ؟ انہیں جاننا چاہیے کہ قرآن مجید انہی صحابہ کرام کے دلوں کے سچے ہونے کی گواہی دے رہا ہے، اللہ تعالی قرآن مجید میں سورہ فتح سورہ نمبر 48 آیت نمبر 18 میں ارشاد فرما رہے ہیں : " لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا "یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی"۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو عالم الغیب ہیں اس

آیت میں کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ان کے دلوں کو جانچ لیا ہے یہ لوگ بڑے سچے لوگ ہیں۔

اور قرآن مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے "سچے" کا لفظ بھی آیا ہے۔ سورہ حشر سورہ نمبر 59 آیت نمبر 8 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ" "(فیء کا مال) ان مہاجر مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں"۔

فقرائے مہاجرین جنہوں نے مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ کیا آپ ہجرت کا مطلب جانتے ہیں؟ ہجرت یعنی

اپنے پسندیدہ مقامات کو چھوڑ کر ایک غیر یقینی مستقبل کو اپنا لینا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو خود پہلے سے پریشان اور مدد کے محتاج تھے لیکن پھر بھی انہوں نے اپنا گھر اپنا وطن اپنے رشتے دار اپنا خاندان اور قبیلہ اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اللہ سبحانہ وتعالی کی خاطر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ اس حالت میں بھی " وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ" اللہ سبحانہ وتعالی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طریقہ سے مدد کے لیے صحابہ کرام پیش پیش ہیں اور ساتھ ہی یہ سوچ رہے ہیں کہ " اللہ سبحانہ وتعالی ہم سے راضی ہے یا نہیں ؟ "۔ آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم سوچتے ہیں ذرا حالات اچھے ہو جائیں، ذرا Bank Balance جمع کر لیں یا ذرا settle ہو جائیں تو دین کا کام کریں گے، ہم نے دین کے کام کو پارٹ ٹائم اور بعد کا کام بنا دیا ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ پہلے دنیا اچھے طریقہ سے جمع کر لیں گے اور اللہ سبحانہ وتعالی اور

اس کے رسول کو راضی کرنا بعد میں۔۔اور بعد میں ۔۔۔ یہ کہتے کہتے ہم آخر میں یا تو شوگر کے مریض ہو جاتے ہیں، یا ہائپر ٹنشن Hypertension جیسی بیماریاں ہمارے دل و دماغ پر حملہ آور ہو جاتی ہیں۔ پھر ڈاکٹر کہتا ہے کہ اب آپ کو آرام کی ضرورت ہے ! لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حالت یہ تھی کہ وہ زندگی کے کسی بھی لمحے دین کی مدد کرنے کے لیے تیار رہا کرتے تھے، اپنی زندگیوں کو انھوں نے وقف کر دیا تھا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہاں تک کہہ دیا کہ " أُولَـٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ "یہی تو سچے لوگ ہیں۔ اور اے گستاخانِ صحابہ ! تم کہہ رہے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ مرتد ہو گئے تھے ؟ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی سچائی کی گواہی دے رہے ہیں۔

4:۔ چوتھی خصوصیت فلاحِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین: یعنی صحابہ کرام کی کامیابی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورہ حشر سورہ نمبر 59 آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمارہے ہیں" وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"اور(ان کے لیے) جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو(بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب(اور بامراد) ہے"۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ واضح طور پر صحابہ کرام کے ایثار و قربانی کا وصف بیان کرتے ہوئے انہیں کامیاب قرار دے رہا ہے۔ لیکن گستاخانِ صحابہ کی کتابیں نعوذ باللہ انہیں مرتد قرار دیتی ہیں۔ ایسے لوگ جو صحابہ کرام کی جماعت کو نشانہ بناتے ہیں، آخر یہ کونسا قرآن مجید پڑھ رہے ہیں؟ پھر انہیں مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے اور اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کا چاہنے والا بھی کہلاتے ہیں؟ حالانکہ یہی وہ قرآن ہے جس کو حسن و حسین، علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے پڑھا تھا، اسی قرآن نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کامیاب ہونے کی گواہی دی، اس کے مقابل جھوٹی روایتیں اور من گھڑت تاریخی واقعات کا کیا شمار اور کیا اعتبار؟ اگر کسی کو قرآنی آیات پر اعتبار و ایمان نہیں تو اس کا مسلمان کہلانا ہی درست نہیں۔

5 :۔ پانچویں خصوصیت خیریتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین: اہلِ خیر معنی سب سے بہترین لوگ - نبیوں کے بعد سب سے بہترین لوگ کون ہیں؟ بے شک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی ہیں۔ سورہ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 110 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں: " كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ" "تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا، ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں"۔

جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا تو اس وقت سب سے بہترین لوگ کون تھے ؟ مفسرین کہتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی تو تھے۔ قرآن مجید صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سب سے بہترین لوگ کہہ رہا ہے اور افسوس کہ یہ گستاخانِ صحابہ کہتے ہیں کہ صحابہ نعوذ باللہ دنیا کے سب سے بدترین لوگ ہیں؟ نعوذ باللہ۔ ان کی کتابوں میں یہ تک لکھا ہوا ہے کہ جب مہدی آئیں گے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو قبروں سے نکال کر کوڑے ماریں گے ، اور آتے آتے ایک مصحف بھی لائیں گے جو کہ اس مصحف قرآن مجید سے بھی کئی گنا بڑا ہو گا۔ شیخ بن باز رحمہ اللہ نے کہا کہ جو کوئی یہ سمجھے کہ قرآن بدلا ہوا ہے یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس فضیلت کو تسلیم نہ کرے جو قرآن مجید اور صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے تو ایسا آدمی کافر ہے۔

ایک رافضی جس کا نام الطبرسی ہے نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے فصل الخطاب في تحريف كتاب رب الأرباب أو فصل الخطاب في إثبات تحريف كتاب الأرباب، یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے، اس نے اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن مجید میں بہت سی جگہوں پر تحریف کی گئی ہے۔ اس کتاب کو لے کر مغربی مستشرقین (Orientalist) کہتے ہیں کہ جب خود تمہارے مسلمان کا یہ ماننا ہے کہ قرآن مجید میں بھی تحریف ہو چکی ہے تو تم ہمارے بائبل پر الزام کیوں لگاتے ہو؟

نوٹ: خود شیعہ کے علماء اور سنی علماء نے الطبرسی کی اس کتاب کو مردود کہا۔

6 :۔ چھٹی خصوصیت رُشدِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین: رشدِ صحابہ، یہ خصوصیت اگر دلیل کے ساتھ یاد رکھی

جائے تو صحابہ کرام کی گستاخی کرنے والوں اور ان کی تنقیص سے بھرپور پروپیگنڈہ کرنے والوں کے سامنے بڑی آسانی سے حجت قائم کی جاسکتی ہے نیز ان کے ساتھ مناظرہ یاڈبیٹ میں یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کبھی بھی راہِ حق سے بھٹکے نہیں تھے بلکہ ان پر یہ الزام لگانے والے خود راہ گم کردہ ہیں۔ سورہ حجرات سورہ نمبر 49 کی آیت نمبر 7 میں اللہ سبحانہ وتعالی نے ارشاد فرمایا: " وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ" "اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ تمہارا کہا کرتے رہے بہت امور میں، تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں

زینت دے رکھی ہے اور کفر کو اور گناہ کو اور نافرمانی کو تمہارے نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے، یہی لوگ راہ یافتہ ہیں"۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو "راشدون کہا ہے۔" رشد" کس کو کہتے ہیں؟ جس میں گمراہی، ضلالت، یا ٹیڑھا پن نہ ہو، عربی زبان میں ایسی کیفیت کو رشد کہتے ہیں۔

اس لیے ہم خلفائے اربعہ کو خلفائے راشدین سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

اسلامی احکامات کے مطابق ایک مسلمان کو اسی وقت اہم اور ضروری معاملات کا اختیار دیا جائے گا جب کہ وہ معاملات میں صفتِ رشد سے متصف ہو، جو بچہ ابھی صفتِ رشد کا حامل نہ ہوا ہو اسے پیسے نہیں دیے جائیں گے کیونکہ اس کے پاس ابھی

خرچ کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے قرآن مجید میں فرمایا:" فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ " پھر اگر ان میں تم ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو انہیں ان کے مال سونپ دو"(النساء:6)، اگر ایک یتیم بچے کا مال ہے تو اس کے ذمہ داروں سے کہا جارہا ہے کہ تم یتیم بچوں کو ابھی مال مت دو کیوں کہ وہ اس وقت اس عمر میں مال لے کر تباہ کر دیں گے، اور جب دیکھا جائے اور تمہیں معلوم ہو جائے کہ اس یتیم بچے میں رشد آچکا ہے تو تم اسے مال دے سکتے ہو۔

رشد کا معنی بہت اونچا ہے اور "راشدون" ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو ہر اعتبار سے اچھے، پکے اور کھرے ہوں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صحابہ کی پوری قوم کے بارے میں کہا:"أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ" یہ لوگ رشد وہدایت کے پیکر تھے"۔

7: ۔ ساتویں خصوصیت مغفرتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں سورہ فتح سورہ نمبر 48 کی آخری آیت نمبر 29 میں ارشاد فرماتا ہے :

"مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی

جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اسی کھیتی کے جس نے اپنا انکھوا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے"۔

اس آیت میں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی گستاخی کا مسئلہ ہی ختم ہو جاتا ہے پھر بھی اگر کوئی شخص صحابہ کرام کے بارے میں دوسری گمراہ کن رائے رکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے عقیدے کی خبر لے لے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی مغفرت کا اعلان کر دیا ہے، دنیا ہی میں جن کی مغفرت کا اعلان ہو جائے تو پھر مسئلہ کیا ہے؟ یہ بتائیں کہ

میری اور آپ کی مغفرت کا کیا اعلان ہوا ہے؟ ہم کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ہمارا حشر کیا ہو گا؟ پھر ہم کیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے بارے میں برا سوچ سکتے ہیں؟ اور وہ بھی من گھڑت تاریخ کی بنیاد پر اور شکوک وشبہات کی بنیاد پر؟ واضح آیات اور دلائل کو چھوڑ کر غلط راستہ پر نکل جانے والوں کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

8 :۔ آٹھویں خصوصیت رضائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین: قرآن مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چار جگہوں پر کہاہے " رضي الله عنهم ورضوا عنه " سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 کی آیت نمبر 119 میں اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے : "

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

أَبَدًا ۚ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ "اللہ ارشاد فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا۔ ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ سے راضی اور خوش ہیں، یہ بڑی (بھاری) کامیابی ہے"۔

سورہ توبہ سورہ نمبر 9 کی آیت نمبر 100 میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے : "وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ "اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور

اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے"۔

سورہ مجادلہ سورہ نمبر 58 کی آیت نمبر 22 میں اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے:"لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ "اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہر گز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ

(قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں یہ خدائی لشکر ہے، آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں"۔

اور اسی طریقہ سے سورہ بینہ سورہ نمبر 98 کی آخری آیت نمبر 8 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: " جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ "ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور یہ اس

سے راضی ہوئے۔ یہ ہے اس کے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرے"۔

ان تمام آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خوبیوں کے ذکر کے بعد کہا کہ "رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ" اللہ سبحانہ وتعالیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے راضی اور صحابہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے راضی ہیں"۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے راضی ہو گئے اور رضامندی کا اظہار اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں چار چار مرتبہ کر دیا ہے، لیکن بعد میں آنے والے چند گستاخانِ صحابہ نے کہا کہ ہم صحابہ سے راضی نہیں ہوں گے۔

9:- نویں خصوصیت عدالت وشھادتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین: عدالت کا مطلب ہے حد درجہ قابل اعتبار

ہونا، یہ نہایت بلند پایہ اور اعلی درجے کی ڈگری ہے، اس سے کسی بھی آدمی کی بات اور شہادت قبول کی جاتی ہے، فن علم حدیث میں محدثینِ کرام نے اگر کسی راوی کے بارے میں کہہ دیا کہ فلاں راوی " عدل " ہے تو اس کی بات قبول کی جاسکتی ہے اور اس پر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 143 میں ارشاد فرمایا:"وَكَذَٰلِكَ جَعَلۡنَاكُمۡ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيۡكُمۡ شَهِيدًا "ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہو جائیں "

۔

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس آیت میں " امۃ وسطاً " سے

مراد "العدل" انصاف والی قوم، عدل والی قوم سے صحابہ کرام مراد ہیں۔(صحیح بخاری:4487)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عدل کی سند کے اعتبار کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ قیامت کے دن نوح علیہ السلام کی قوم انکار کارویہ اپنائے گی اور کہے گی کہ نوح علیہ السلام نے ہم تک اسلام نہیں پہونچایا، اس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہیں گے اے نوح علیہ السلام! تمہاری قوم تم کو جھٹلا رہی ہے کیا تم نے ذمہ داری ادا کی ہے؟ نوح علیہ السلام گواہ کے طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو پیش کریں گے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین گواہی دیں گے اور کہیں گے کہ ہاں ہاں! نوح علیہ السلام نے اپنی قوم تک دین مکمل پہونچا دیا تھا، پھر سوال اٹھے گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو یہ کیسے معلوم ہوا کیونکہ وہ اس زمانہ میں موجود ہی نہیں تھے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم

اجمعین کہیں گے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ نوح علیہ السلام نے دین پہونچا دیا ہے ۔ (صحيح البخاري: 7349)

یہ شرف اور سعادت صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حصے میں آئی ہے کہ کل قیامت کے دن یہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہ بن کر ٹھہریں گے۔ اور آج صحابہ کرام کی گستاخی کرنے والا گروہ انہی معزز صحابہ کرام کی گواہی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں، اگر ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی تو بتلایئے دنیا جہاں میں کون گواہی دینے کے اہل ہو سکے گا؟ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر دین کی حفاظت و حجیت پر سوال کھڑا ہو جائے گا کہ قرآن و حدیث رسول کی تعلیمات انہی صحابہ کرام کی مقدس جماعت کے وساطت سے امت تک پہنچی ہیں۔ یہ بھی اللہ رب العالمین کا ہی انتخاب ہے کہ اس بارِ امانت کو صحابہ کرام کے مضبوط اور عدل و دیانت

سے بھرپور شانوں پر ڈالا گیا۔ اسی لیے ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے کتاب ”الجرح والتعدیل" میں لکھا ہے کہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو گالی دیتا ہے دراصل وہ دینِ اسلام کے گواہوں پر شک وشبہ کا اظہار کر رہا ہے، گویا وہ اسلام کے اصل صافی سرچشمے تک پہنچنے کے راستوں کو کاٹ رہا ہے، ایسا آدمی شر پسند اور اللہ تبارک وتعالی کا دشمن ہے کیونکہ صحیح بخاری کی روایت ہے رب العالمین نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ

كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے ۔اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کرکے مجھ سے اتنا نزدیک ہوجاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت

کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں۔ اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیفِ جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔ (صحیح بخاری:6502)

گویا صحابہ کرام سے بغض رکھ کر یہ گستاخان صحابہ اللہ رب العالمین سے اعلان جنگ کر رہے ہیں۔

10 :- دسویں خصوصیت صحبتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین: یہ آخری خصوصیت از خود صحابہ کرام کی شان کے لیے کافی ہے ۔ صحابی کس کو کہتے ہیں؟ ۔ صحبت کا کیا مطلب ہے؟ صحبت کا مطلب ہے:

" من لقي النبي ﷺ مومناً ومات على الاسلام"

(ابن حجر: النكت على نزهة النظر ، الصفحة : 149)

ترجمہ: جو نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کرے ایمان کی حالت میں اور اسی پر یعنی ایمان پر فوت ہو جائے"۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے بعد قیامت تک آنے والے جتنے بھی لوگ ہیں ان میں سے کوئی بھی صحابہ کا مقام و مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ ذرا غور کریں کیسی حدیث ہے؟ صحیح بخاری حدیث نمبر 3673 میں آیا ہے " عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ الله عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ" » ترجمہ: میرے صحابہ کو گالی مت دو! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرلے پھر بھی وہ میرے صحابہ کے ایک مد یا اس کا آدھا صدقہ کرنے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا"۔

احد پہاڑ کے بارے میں آیا ہے کہ وہ تقریبا نو کلومیٹر لمبا ہے۔(مُد تو دور کی بات ہے اس کے آدھے تک بھی نہیں پہنچ پائے گا)۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے آگے نکلنے یا پھر ان سے بہتر بننے کی کوشش مت کرو کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں اپنا خاص بنا کر منتخب کرلیا ہے۔

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آتا ہے اور پوچھتا ہے:" اے مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ!

کیا آپ کی ان آنکھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟"حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہیں: " ہاں میں نے اپنی ان آنکھوں سے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہے " اس شخص نے کہا: " میرا دل چاہتا ہے کہ میں ان آنکھوں کو چوم لوں "اس شخص نے پھر سوال کیا:" آپ کے ان ہاتھوں سے کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ سے مصافحہ کیا ہے؟ صحابی نے فرمایا:" ہاں " اس شخص نے کہا:" آپ کو کتنا بڑا مقام ملا ہے! اگر میں بھی نبی اکرم ﷺ کے دور میں ہوتا تو میں ایسا اور ایسا کرتا! " مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، بعد میں آکر بڑی بڑی باتیں نہیں کرنا، اگر تم اس زمانے میں ہوتے تو کیا تم بھی صحابہ کرام کی تکالیف جھیل پاتے؟ صحابہ کرام کی طرح قربانیاں دے پاتے؟ کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان ایک منافقین کی بھی جماعت تھی، جس نے تکالیف برداشت نہیں کی، اور وہ

منافق بن گئے، لیکن جنھوں نے تکالیف برداشت کی وہ صحابہ بن گئے۔((السلسلة الصحيحة: 779/6 ، تحت رقم الحديث: 2823))

جن شخصیات کو منتخب کرنا تھا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں منتخب کرلیا ہے اور جن کا انتخاب نہیں ہوا وہ منتخب نہیں ہوئے۔لہذا صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین بعد میں آنے والوں سے بہت ہی زیادہ افضل ہیں، بعد میں آنے والوں میں کوئی بھی صحابہ کرام کی اس خصوصیت سے متصف نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس درجہ تک کبھی پہنچ سکتا ہے۔

اختتامی کلمات:* ان دس خصوصیات کو سامنے رکھتے ہوئے ٹھنڈے اور محبت بھرے انداز میں کسی گستاخِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو بتانا اور سمجھانا چاہیے (یہ بھی دعوت کا ایک حصہ ہے، حکمت و موعظت اور درد بھرے

انداز میں سمجھانا ضروری ہے) کہ بھائی آپ کی کتابوں میں ایسا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب میں ایسا ہے۔

سنیوں کی کتابوں میں آلِ بیت کے مناقب بیان کرنے والی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں پائی جاتی ہیں جو صحت سند کے اعتبار سے بالکل مستند ہیں ۔ سنن ترمذی کی ایک حدیث ہے" بأنَّ فاطمةَ سيِّدةُ نساءِ أَهْلِ الجنَّةِ وأنَّ الحسَنَ والحُسَيْنَ سيِّدا شبابِ أَهْلِ الجنَّةِ (سنن ترمذي: 3781)، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی، اور حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہما جنت میں موجود نوجوانوں کے سردار ہوں گے"۔ یہ حدیث تو سنیوں نے مشہور کی ہے، یہ حدیث تو ہماری کتابوں میں موجود ہے اور یہ روایت ترمذی شریف میں موجود ہے۔

یہ حدیث سنیوں کی کتاب میں ہے جو آلِ بیت کی محبت کو ایمان میں شمار کرتے ہیں اور اے فرقہء رافضیت! آپ کو کوئی غلط فہمی ہوگئی ہے کہ سنی حضرات آلِ بیت کی عزت نہیں کرتے، میرے بھائی! ہماری نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ ہم یہ درود نہیں پڑھتے: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيم وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيد اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيد (صحيح البخاري: 3370) " اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل و اولاد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل و اولاد پر رحمت نازل فرمائی تھی۔ بلا شبہ تو خوبیوں والا، عظمت والا ہے۔ اور حضرت محمد ﷺ اور آپ کی ازواج و

اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد و آل پر برکت نازل فرمائی تھی بلاشبہ تو خوبیوں والا عظمت والا ہے۔

اس دنیا کے مسلمانوں میں سنیوں کی تعداد 93 فیصد ہے، یہ 93 فیصد نماز پڑھتے ہیں جو اکثریت میں ہیں، اتنی بڑی تعداد میں نماز پڑھنے والے سنیوں کے بارے میں یہ گمان رکھنا کہ یہ آلِ بیت کی عزت نہیں کرتے؟ جب کہ اہل السنہ والجماعہ آلِ بیت کی اتنی عزت کرتے ہیں کہ اس کے بغیر ہماری نماز ہی مکمل نہیں ہوتی۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے یہاں تک کہہ دیا کہ دوسری رکعت والے پہلے تشہد میں بھی درود پڑھنا واجب ہے اور یہی فتوی امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ہے ((کتاب صفة صلاة النبي –صلى الله عليه وسلم- من التكبير إلى التسليم كأنك تراها للعلامة محمد ناصر الدين الألباني, ص164–165.))۔

لہذا جو قوم اس قدر درود پڑھتی ہے اس کے بارے میں یہ گمان رکھنا کہ وہ آلِ بیت کی عزت نہیں کرتے یا تو جہالت و نادانی ہے یا پھر سراسر بہتان وافترا پردازی؟۔

یہ تمام باتیں بتلانے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اعلی سطح پر گفتگو کرکے ان گستاخوں کو جہنم سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے میں دعا گوہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو قرآن و صحیح احادیث، نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے طریقے پر زندگی کا ہر فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اسلام کی خدمت کے لیے مالداروں کی قربانیاں

عناصرِ خطبہ:

تمہید

مالداروں کے لیے قیمتی ہدایات

دس مالدار صحابہ اور ان کی اسلامی خدمت وسخاوت:

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت انس رضی اللہ عنہ

سیرتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلامی

مراجع و مصادر

اسلام کی راہِ تعارف میں جہاں علمائے دین کی صلاحیتیں، وقت، محنت اور قربانیوں نے اہم ترین کردار ادا کیا ہے وہیں اہل ثروت افراد کا Contribution بھی ناقابلِ فراموش رہاہے۔ اگر ہم اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ مشکل حالات میں اہلِ ثروت اصحاب نے دین کی راہ میں اپنا مال بے دریغ لٹایا، جب بھی غزوات اور جنگوں کا معاملہ پیش آیا تو مالدار صحابہ نے اپنا سرمایہ پیش کر دیا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین پر فقر و فاقہ کا وقت آیا تو مالدار صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے اسلام اور اہلِ اسلام کی خوب مدد کی۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ کے بعد تابعین، تبع تابعین نیز بنی امیہ اور بنی عباسیہ کے زمانے میں جب جب مسلمانوں کو مال کی ضرورت پڑی، مسجدیں بنانے کی ضرورت پڑی، مدرسے اور سرایے بنانے کی ضرورت پڑی، ہسپتال بنانے کی ضرورت پڑی یا پھر کسی کے لیے گھر بنانے کی

ضرورت پڑی تو علماء کرام کی علمی خدمات اور رہنمائیوں کے ساتھ ساتھ مالداروں کی سخاوت و فیاضی نے بھی بہت زیادہ خدمات انجام دی ہے۔ چاہے وہ اسپین کی وادیاں ہوں یا قیروان کی بستیاں ہوں، تیونشیاء میں پائی جانے والی خاتون کا مہر ہو یا پھر سعودی عرب میں خاتون کی تعمیر کردہ نورہ یونیورسٹی ہو، دبئی میں قائم کیے جانے والا المنار سینٹر ہو (جس کو ایک خاتون نے قائم کیا ہے) یا قطر کے علمی فاونڈیشن ہو یا پھر حیدرآباد دکن کا معاملہ ہو، ہر دور میں ہر مقام پر اگر علماء نے اس دین کی خدمت کے لیے نمایاں رول انجام دیا ہے تو ساتھ ساتھ مالداروں نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ کبھی مالدار خاتون نے اپنا مال لگا دیا، کبھی مالدار بچے نے اپنا مال لگا دیا، کبھی مالدار نوجوانوں نے اپنا مال لگا دیا اور کبھی مالدار بزرگوں نے اپنا مال لگا دیا۔ اگر خطیب منبر پر ٹھہر کر خطبہ دیتا ہے تو اس منبر پر لگنے والا وہ مال مسلمان مالداروں کا ہے، اگر کسی مسجد

میں امام امامت کے فرائض انجام دیتا ہے تو اس مسجد کے دَر و دیوار مالداروں کے خون پسینے کی حلال کمائی سے تیار کی جاتی ہیں تب جا کر سر پر چھت مہیا ہوتی ہے، در و دیوار بنتے ہیں، کھڑکیاں اور روشندان لگتے ہیں، پھر اضافی سہولت کے لیے روشنی اور ہوا کے لیے فین، کولر اور اے سی کا انتظام کیا جاتا ہے، مائیک اور سپیکرز بھی اب ایک حصہ بن چکے ہیں، اور ان ساری چیزوں کو مہیا کروانے کے لیے بجلی کی سہولت حاصل کی جاتی ہے اور ان کے اخراجات کی ماہانہ ادائیگی کی جاتی ہے، نیز وضو اور غسل کے لیے پانی کی مستقل فراہمی یقینی بنائی جاتی ہے اور ضروریات و حاجات پوری کرنے کو بیت الخلا اور حمامات کی سہولیات بھی فراہم کی جاتی ہیں، تب جا کر ایک آدمی کا وضو مکمل ہوتا ہے، طہارت مکمل ہوتی ہے، تب جا کر ایک مصلِّی کے لیے یکسوئی کا ماحول بنتا ہے اور وہ اپنے رب کو مَنانے کے لیے فجر تا عشاء تمام اوقات میں نماز پڑھ پاتا ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ مسجد میں دروس کے حلقہ جات قائم کیے جاتے ہیں، خطبات اور بیانات ہوتے ہیں، ان سارے خیر کے کاموں میں علماء کرام اپنے علم کے ذریعہ سے تعاون کرتے ہیں تو پھر مالدار بھی الحمدللہ پیچھے نہیں رہتے۔

جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ توفیق دیتے ہیں وہ اپنے علم کا صحیح استعمال کرتے ہیں، جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ توفیق دیتے ہیں وہ اپنے مال کا صحیح استعمال کرتے ہیں اور جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ توفیق دیتے ہیں وہ اپنے ٹائم کا صحیح استعمال کرتے ہیں۔ اگر کوئی دیکھتا ہے کہ میرے پاس علم نہیں ہے اور مال بھی نہیں ہے تو وہ اپنی طاقت، اپنی توانائیاں، اپنی صلاحیت اور اپنے وقت کے ذریعہ سے دین کے معاملہ میں قربانی دیتا ہے۔ الغرض مومن کارِ خیر کا کوئی بھی موقع نہیں چھوڑتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سب کی محنتوں کو قبول فرمائے۔ آمین!

ان ہی جذبات کے پیشِ نظر مجھے خیال آیا کہ خطبہ میں مالداروں کی قربانیوں کا بھی ذکر ہو تاکہ مسجد میں آنے والے وہ نوجوان اور بزرگ جن کے پاس مال ہے ان میں بھی دینی جذبہ پیدا ہو اور دین کی خدمت ہوتی رہے۔

مالداروں کے لیے قیمتی ہدایات:

آپ دیکھئے! اسلام کے جو پانچ ارکان ہیں ان میں سے دو ارکان حج اور زکوٰۃ کا سیدھا تعلق مال ہی سے ہے اور اسلام کے باقی ارکان کا بھی بڑا گہرا تعلق مال سے ہے۔ مال رہے گا تو زکوٰۃ نکالی جائے گی، مال ہو گا تو حج کیا جائے گا، لہٰذا اسلام میں مال کو حقیر یا کمتر نظر سے نہیں دیکھا گیا ہے۔

میں آپ کے سامنے قرآن مجید کی چند آیات اور تین احادیث کی روشنی میں خصوصاً مالداروں کے لیے چند اہم ہدایات کی

طرف اشارہ کروں گا، پھر دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کا ذکر آپ کے سامنے کروں گا کہ کس طریقہ سے انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں بغیر کسی ڈر اور خوف کے اپنا مال خرچ کر دیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی ان قربانیوں کو نہ صرف قبول کیا بلکہ ان کی تعریف بھی کی۔

ان سب مالدار صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی ترقی کا کیا راز تھا؟ یہ سب تاجر تھے اور سب کے سب ایک اصول پر عمل کرتے تھے وہ اصول یہ ہے "ایک بول اور ایک تول"۔ آپ بھی اپنی اپنی تجارتوں میں اس اصول کو اپنائیۓ! ان شاء اللہ کامیاب ہو جائیں گے۔ سورۃ المطففین پڑھیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " : وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِينَ (1) الَّذِينَ إِذَا اكۡتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُونَ (2) وَإِذَا كَالُوهُمۡ أَو وَّزَنُوهُمۡ يُخۡسِرُونَ (3) أَلَا يَظُنُّ أُولَٰٓئِكَ أَنَّهُم

مَّبۡعُوثُونَ (4) " بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے
والوں کی۔ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے
ہیں۔ اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں
۔ کیا انہیں اپنے مرنے کے بعد جی اٹھنے کا خیال نہیں "۔ ان
آیات میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی خرابی اور تباہی کا
ذکر کیا گیا ہے۔ سورہ العادیات میں بھی پڑھیے، اللہ تعالی کا
ارشاد ہے:" إِنَّ الۡإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ (6) وَإِنَّهُ عَلَىٰ
ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ (7)وَإِنَّهُ لِحُبِّ الۡخَيۡرِ لَشَدِيدٌ (8)
أَفَلَا يَعۡلَمُ إِذَا بُعۡثِرَ مَا فِي الۡقُبُورِ (9) "یقیناً انسان
اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ اور یقیناً وہ خود بھی اس پر گواہ ہے
۔ یہ مال کی محنت میں بھی بڑا سخت ہے۔ کیا اسے وہ وقت معلوم
نہیں جب قبروں میں جو (کچھ) ہے نکال لیا جائے گا " ۔ مال
کے متعلق لالچ کے خلاف وارننگ دی گئی ہے اور لالچ میں
غلط طریقہ اپنانے والوں کی تنبیہ کی گئی ہے۔ قرآن مجید کی یہ

سورتیں صرف رَٹنے کے لیے نہیں ہیں اور اچھی تلاوت اور اچھی تجوید کے مظاہرہ کے لیے نہیں ہیں بلکہ ان سورتوں میں تدبر کرتے ہوئے ان میں موجود پیغام معلوم کر کے اپنے ایمان کو جِلا بخشنے کے لیے یہ سورتیں پڑھنی چاہیے۔

پہلی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی حدیث ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا " : طلبُ العلمِ فریضةٌ علی کلِّ مسلمٍ " (صحیح الجامع: 3914) "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔ اور اگر حلال وحرام کا علم رہے گا تو آدمی حلال کمائے گا۔ جب حلال کمائے گا تو مسجد میں بھی خرچ کرے گا۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ انسان کے لیے توحید اور شرک میں فرق کرنے والا علم حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ مومن کے لیے سنت اور بدعت میں فرق کرنے والا علم حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ اسی طریقہ

سے حلال و حرام میں فرق کرنے والا علم بھی بے حد ضروری ہے۔ یہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اگر یہ حلال کمائے گا تو تب جا کر وہ حلال راستوں میں خرچ کرے گا۔

دوسری حدیث نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا تَزُولُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ وَمَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ " (سنن الترمذي: 2416) " آدم کی اولاد کے قدم اس کے رب کی حاضری میں اس وقت تک حرکت بھی نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ پانچ چیزوں کے متعلق نہ پوچھا جائے، اس کی عمر سے متعلق کہ اس نے اپنی عمر کہاں گذاری، اور اس کی جوانی سے متعلق کہ اس نے اپنی جوانی کے اوقات

کہاں لگائے، اور اس کے مال سے متعلق کہ اس نے اس مال کو کہاں سے کمایا اور کن کاموں میں خرچ کیا، اور یہ سوال بھی کہ اس نے اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا"۔ یہاں حدیث کے الفاظ پر غور کریں کہ حدیث میں " أَبْلَاہُ "کا لفظ آیا ہے کہ بتا تو نے اپنی جوانی کمزور کہاں کی؟ عمر کے بارے میں ایک سوال اور جوانی کے بارے میں دوسرا سوال کیا جائے گا لیکن جب مال کے بارے میں سوال ہو گا تو دو سوال ایک ساتھ کیے جائیں گے۔ جب ہم بکرے کا گوشت یا مُرغی خریدنے جاتے ہیں تو مسلمانوں کو بڑا شُعور ہوتا ہے کہ بھائی! برابر ذبح ہُوا یا نہیں ہُوا؟ اس پر کافی نظر ہے لیکن اس جیب سے جو مال نکل رہا ہے، یہ جیب میں جو مال آیا ہے وہ حلال سے آیا ہے یا حرام سے آیا ہے؟ اس بارے میں مسلمانوں کو شعور نہیں ہے۔ اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ زندگی میں مال کا بہت

بڑا رول ہے اور اسلام میں بھی اس بات کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔

تیسری حدیث صحیح مسلم کی روایت ہے نبی اکرم ﷺ خطبہ فرمارہے ہوتے ہیں تو سورہ بقرہ سورہ نمبر2 کی آیت نمبر 172 پڑھتے ہیں" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ " اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ، پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو، اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو" پھر نبی اکرم ﷺ ایک آدمی کا ذکر کرتے ہیں " ثم ذكر الرجلَ يطيلُ السَّفرَ . أشعثَ أغبرَ . يمدُّ يدَيه إلى السماءِ . يا ربِّ ! يا ربِّ ! ومطعمُه حرامٌ ، ومشربُه حرامٌ ، وملبَسُه حرامٌ ، وغُذِيَ بالحرام . فأَنَّى يُستجابُ لذلك ؟ " (صحيح

مسلم: 1015) "نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرمار ہے ہیں کہ ایک آدمی لمبا سفر طئے کرتا ہوا آتا ہے، اس کی حالت سفر کی وجہ سے بڑی خراب ہے ،اس کے بال پراگندہ ہیں ، اس کے کپڑے دھول میں اٹے ہوئے ہیں، وہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھا کر کہتا ہے کہ اے میرے رب! اے میرے رب! جب کہ اس کا کھانا حرام کا تھا، اس کا پینا حرام کا تھا، اس نے جو کپڑا پہن رکھا تھا وہ بھی حرام کا تھا، اور جو رزق کھا کھا کر اپنے گوشت اور جسم کو بڑھایا ہے وہ بھی حرام کی بنیاد اور حرام کے پیسوں سے پلا اور بڑھا ہے، تو کیسے اس کی دعا قبول کی جائے گی؟"

اس کا مطلب یہ نِکلا کہ مال کہاں سے کمایا جارہا ہے اور کہاں پر خرچ کیا جارہا ہے یہ اسلام میں بہت ہی اہم موضوع ہے۔ اسی لیے وہ مالدار بڑے خوش قسمت ہیں جو حلال طریقہ سے کماتے ہیں اور حلال جگہ پر اسے خرچ کرتے ہیں۔ عرب کے

ایک مشہور عالم نے کہا کہ "کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو حرام سے کماتے ہیں اور حرام میں خرچ کر دیتے ہیں، یہ بڑے بَدنصیب اور بُرے لوگ ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو حرام سے کماتے ہیں اور اس مال کو حلال میں خرچ کرتے ہیں، یہ بڑے بے کار قسم کے لوگ ہیں۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو حلال طریقہ سے تو پیسہ کماتے ہیں لیکن اس مال کو حرام میں خرچ کرتے ہیں، یہ بڑے بے وقوف لوگ ہیں۔ چوتھے وہ عقلمند لوگ ہیں جو حلال طریقہ سے کَماتے ہیں اور حلال جگہ پر اس کَمائے ہوئے مال کو خرچ کرتے ہیں، یہ لوگ بڑے عقلمند ہیں، یہ قیامت کے دن چُھٹّی منائیں گے اور ان کے لیے اس دن بڑی آسانیاں ہوں گی۔ " اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اس چوتھی قسم کے خوش نصیبوں میں شامل کر دے جنھوں نے اپنے مال کی اسلامی طریقہ سے پاسداری کی ہے۔

دس مالدار صحابہ اور ان کی اسلامی خدمت وسخاوت :

عشرہ مبشرہ میں سے آٹھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس مال کتنا تھا؟ اور کس درجہ پر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خیرات کرتے تھے؟ ان شاء اللہ میں آپ کو بتلاؤں گا۔ اسی طریقہ سے خواتین بھی اس معاملہ میں کچھ پیچھے نہیں تھیں جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے صحابہ میں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی ان سخی مالدروں میں سے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے دس کا مختصر ذکر میں آپ کے سامنے رکھوں گا، ان شاء اللہ۔

یہ باتیں میں اس نیت کے ساتھ کر رہا ہوں کہ:

فی الحال میرے پاس مال و دولت نہیں ہے لیکن آج یہ نیت کر کے اٹھوں گا کہ میں کروڑوں کماؤں گا اور کروڑوں تیری راہ میں خرچ کروں گا۔

ہم تمام بھی یہ نیت کر کے اٹھیں گے کہ مال کمانا بُرا نہیں ہے لیکن غلط طریقہ سے مال کمانا بُرا ہے۔

اگر اچھے طریقہ سے ہم مال کماتے ہیں تو کیا ہم عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھول سکتے ہیں؟ کیا ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ان تمام کو بھول سکتے ہیں؟ ان کے کیسے اونچے اونچے مقامات ہیں۔

مکہ کے شروع کے دور میں کلمہ پڑھنے والے ان صحابہ کے بارے میں سنتے ہی ہمارے دل میں فوراً یہ خیال آتا ہو گا کہ

بے چارے غریب تھے شاید، ان کے پاس مال نہیں تھا ہو گا اور یہ مکی زندگی میں قربانیاں دینے والے صحابہ ہیں۔ لوگوں کا تصور یہ ہے کہ مدینہ میں جو انصار صحابہ تھے وہ بڑے مالدار تھے یہ مہاجرین شاید اتنے مالدار نہیں تھے۔ میرے بھائی! یہ ہماری غلط فہمی ہے۔ ہاں! ہم یہ مانتے ہیں کہ مہاجرین جب مدینہ آئے تو ان کے پاس کچھ نہیں تھا لیکن اس کے بعد انہوں نے اتنی محنت کی کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جا جا کر علم بھی حاصل کرتے تھے اور بازار میں جا کر حلال کمائی کے لیے محنت بھی کیا کرتے تھے۔

یہ ہے مکمل اسلام لیکن آج ہم شدید متاثر ہو جاتے ہیں غالی (غلو میں مبتلا) صوفیا سے جو دنیا کو چھوڑنے کی تعلیم دیتے ہیں، یا ہم متاثر ہو جاتے ہیں اس بدھ ازم سے جو مکمل ترک دنیا کا سبق پڑھاتا ہے یا پھر ان عیسائیوں سے ہم متاثر ہو جاتے ہیں جو رہبانیت کا درس دیتے ہیں۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ :

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی زندگیاں پڑھیے، خصوصا عشرہ مبشرہ کی زندگی سے متعلق پڑھیے۔ عشرہ مبشرہ یعنی وہ دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین جنہیں دنیا میں ہی ایک وقت میں تمام کو جنت کی بشارت دی گئی۔ وَیسے تو سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو "رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ " کی خوشخبری ملی ہے لیکن خاص طور سے عشرہ مبشرہ کا مرتبہ عام صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے زیادہ افضل ہے۔

عشرہ یعنی دس اور مبشرہ کا مطلب ہے کہ وہ لوگ جنہیں نبی اکرم ﷺ نے دنیا ہی میں ان کا نام لے کر ایک ہی وقت میں ان تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو جنت کی بشارت دی۔

دین کے اعتبار سے ان عشرہ مبشرہ کا اتنا بڑا مقام ہے کہ وہ Top Ten میں شامل کیے گئے ہیں اور دنیوی اعتبار سے آپ اندازہ لگائیے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جب مدینہ طیبہ آتے ہیں تو ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا لیکن بعد میں ان کا شمار مدینہ کے مالداروں میں ہونے لگتا ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جو مؤاخات (بھائی چارہ) کا سسٹم نافذ کیا تھا اس سسٹم کے مطابق آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کا بھائی چارہ سعد رضی اللہ عنہ سے کرا دیا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا: "میں آپ کو اپنے گھر میں سے آدھا حصہ دے دیتا ہوں "عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس پیشکش کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ آپ کا مال آپ کو مبارک "دلونی علی السوق" مجھے بازار کا راستہ بتلاؤ! لوگوں نے انہیں بازار کا راستہ بتلا دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اس وقت تک گھر نہیں آئے جب تک کہ ان کے ہاتھ میں پنیر نہ

تھا۔ مطلب یہ ہے کہ رات کا کھانے کا انتظام بھی انہوں نے اپنی کمائی سے کیا اور اس کے لیے اتنی محنت انہوں نے کی۔ ایک وقت ایسا آیا کہ مدینہ میں یہودی تھے (اگر آج کے دور میں اگر کوئی مسلمان یہودی کو ٹکّر دے گا تو لوگ اس کے بارے میں بڑے چَرچے کریں گے اور کہیں گے بھائی! کتنے جگر والا ہے کہ یہودیوں کو اِکنامِکس میں ٹکّر دے رہا ہے) اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس زمانہ میں یہودیوں کو ٹکّر دی، وہ بھی کس حال میں؟ جب مدینہ میں داخل ہو رہے ہیں تو ہاتھ میں کچھ نہیں ہے لیکن جب ان کا انتقال ہوتا ہے تو اس حالت میں انتقال ہوتا ہے کہ مدینہ کے سب سے زیادہ اور سب سے بڑے مالدار شمار کیے گئے۔ یہ ساری تفصیل "سیر اعلام النبلاء" کے حوالہ کے مطابق ہے۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کتنی دولت تھی؟ کیا آپ جانتے ہیں؟ ان کی چار بیویوں میں سے ایک بیوی کو جو ترکہ مِلا

اس میں سواریاں، باغات اور بقیہ جائداد کے علاوہ صرف سونے کا حصہ 80 ہزار دینار تھا جو صرف ایک خاتون کو مِلا تھا۔ یعنی شوہر کے انتقال کے بعد بیوی کو جو آٹھواں حصہ ملتا ہے اس آٹھویں حصہ میں ایک بیوی کو جتنا حصہ ملا وہ 80 ہزار سونے کے سِکّے تھے۔ اب آپ اندازہ لگائیے کہ باقی مال و دولت میں کا کیا حساب کتاب تھا ہو گا؟ آپ کو یہ بھی پتہ ہونا چاہیے کہ ایک دینار سَوا چار گرام کا ہوتا ہے۔ " اسد الغابۃ" کے الفاظ ہیں کہ "ذھب قطعت بالفؤس "اتنا سونا تھا کہ اس سونے کو کلہاڑیوں سے توڑا گیا تھا، اتنی بڑی بڑی سونے کی اینٹیں تھیں کہ کلہاڑی لا لا کر مارنا پڑا تا کہ سونے کی تقسیم کر سکیں۔ سونا توڑنے والوں کے ہاتھوں میں چھالے آ گئے، ایک نہیں کئی لوگوں کے ہاتھوں میں چھالے آ گئے، آپ اندازہ لگائیے کہ اس زمانہ میں کتنا سونا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ہو گا؟ یہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

کون ہیں؟ کبھی نبی اکرم ﷺ سے یہی صحابی کہتے ہیں کہ میری طرف سے اتنے بکرے آپ کی خدمت میں حاضر ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ اے نبی اکرم ﷺ! میری طرف سے اتنے سارے اونٹ مال سے لَدے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ جیسے ہی کوئی جنگ کا معاملہ پیش آتا ہے تو کہتے کہ اے نبی اکرم ﷺ! یہ غلّہ مجھ سے لے لیجئے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں بھی اس کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرنے والا بنائے، آمین۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ میرے مال میں صدقہ سے کمی آجائے گی بلکہ ہمیشہ اس راستہ میں سب سے آگے رہا کرتے تھے۔

ایک بہت ہی اہم بات یہ ہے کہ اکثر ہم دیکھتے ہیں کہ جو مالدار ہیں وہ جفاکش یا محنتی نہیں ہوتے اور سختی کے کاموں سے بھاگتے ہیں لیکن صحابہ کرام ایسے نہیں تھے۔ عبدالرحمٰن

بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک جنگ میں ایسا مرحلہ آیا کہ کچھ لوگ جنگ سے بھاگ رہے تھے لیکن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنگ میں ڈَٹے رہے۔ آج بھی دینی کام کے لیے اسی طرح ٹھہر کر کام کرنے کی ضرورت ہے اس دین کی راہ میں ڈَٹنے کی ضرورت ہے۔ دین کے کام سے بھاگنے والے کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ سارے اُن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات ہیں جنہیں جنت کی خوشخبری دے دی گئی ہے۔ وہ یہ نہیں سوچ رہے ہیں کہ بھائی! اب تو جنت مِل ہی گئی ہے، اب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اب ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں لَڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے جنت کی خوشخبری مِلنے کے بعد بھی سوچا کہ اب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں اپنا مال بھی لگائیں گے، اپنی

جان بھی لگائیں گے اور عبادات بھی کثرت سے کریں گے۔
اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں بھی ایسا سوچنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین

حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنھما :

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما خلفائے راشدین اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے قریبی ساتھی اور آپ کے بعد آپ کے سچے جانشین تھے، آیئے ان کے کچھ واقعات ملاحظہ کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدقہ و خیرات میں پیچھے چھوڑ دوں۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے اعلان کیا کہ جس کسی کے پاس جتنا بھی ضرورت سے زیادہ مال ہو یا کوئی بھی چیز ہو تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں دے دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا

کہ اب میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ جاؤں گا اور آج میں اپنے گھر کا آدھا مال لا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں آج ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ جاؤں گا لیکن جب وہ اپنا آدھا مال لے کر آتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے دربار میں پہونچتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا مکمل مال لا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر کَر چُکے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! تم اپنے گھر کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا جتنا مال تھا سب کا سب آپ کی خدمت میں لے کر آیا ہوں اور گھر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر آیا ہوں۔

علامہ اقبال نے اسی بات کو اپنے لفظوں میں کچھ اس طرح نظم کیا کہ

پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس

صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس!

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث بہت ہی اونچے درجہ کی صحیح حدیث ہے، اکثر ہم اتنے بڑے بڑے واقعات سنتے ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہو گی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ :

اور ایک صحابی رسول جو ہر وقت اسلام کی راہ میں اپنا مال لُٹانے میں پیش پیش تھے وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب جنگ تبوک کا موقع آیا تو خود قرآن مجید نے کہا کہ وہ کوئی معمولی وقت نہیں تھا بلکہ بہت مشکل گھڑی اور بڑی تنگی کا وقت تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا: " لَّقَد تَّابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ

مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنۡهُمۡ ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡۚ إِنَّهُۥ بِهِمۡ رَءُوفٞ رَّحِيمٞ (سورة التوبة :117) "اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت پیغمبر کا ساتھ دیا، اس کے بعد کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا۔ پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے "۔ یہ جنگ مدینہ کے آس پاس نہیں تھی نہ ہی جزیرۃ العرب میں تھی بلکہ یہ جنگ شام (سیریا) میں جا کر لڑنی تھی اور وقت بھی کوئی سردی کا وقت نہیں تھا بلکہ عَین گرمی کا موسم تھا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین فرمارہے ہیں کہ اتنی سخت دھوپ تھی کہ ہر طرف سے گرم لو آرہی تھی۔ اس جنگ کے لیے تقریباً 30 ہزار صحابہ سپاہی کے طور پر تیار ہوئے تھے لیکن اس وقت مسلمان بڑی تنگی کی حالت میں تھے۔ اس

وقت نبی اکرم ﷺ منبر پر چڑھتے ہیں اور اس جنگ کے متعلق فکر مندی کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں اس گرمی کے موسم میں بھی جنگ کرنی ہے اور 30 ہزار سے زائد کالشکر جائے گا کیونکہ دشمن کی تعداد ہم سے کئی گنا زیادہ ہو گی اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں مال واسباب کی وافر مقدار میں ضرورت ہے لیکن ہمارے پاس سارا جنگی سامان اور کھانے پینے کی اشیاء نہیں ہیں، کون ہے جو ان سپاہیوں کے جانے سے لے کر آنے تک کا خرچ برداشت کرے؟ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک تہائی سپاہیوں کا خرچ میری طرف سے ہو گا، ان شاء اللہ۔ یعنی ہزاروں سپاہیوں کے کھانے پینے کا خرچ میری طرف سے ہو گا۔

اندازہ لگایئے کہ کتنی بڑی ذمہ داری اٹھائی تھی اور کتنا مال انہیں خرچ کرنا تھا۔ (ابھی دو دن پہلے میں نے ایک آدمی سے 3 ہزار لوگوں کے ایک ٹائم کے کھانے کا اندازہ

Quotation معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ 3 ہزار لوگوں کو ایک وقت کا کھانا کِھلانے کے لیے تقریباً 3 لاکھ 60 ہزار تک خرچ آئے گا) جب کہ عثمان رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں کہ مدینہ سے قافلہ نکلنے سے واپس آنے تک (کتنے بھی مہینے ہو سکتے ہیں، کتنا بھی ٹائم ہو سکتا ہے) ان میں سے ایک تہائی سپاہیوں کی میری ذمہ داری رہے گی۔

یہی نہیں بلکہ ایک کنواں تھا جو روما نامی علاقے میں تھا اس کا پانی بڑا میٹھا تھا۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر لوگوں کے لیے وقف کر دیا۔ باقاعدہ طور پر ایک کتاب ہے جس کا نام "کتاب الوقف" ہے جس میں ان سارے صحابہ کے اوقاف کا ذکر ملتا ہے۔ مسند الحمیدی میں اسے صحیح طریقہ سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ کہاں ہیں؟ کس مقام پر ہے؟ کس نے وقف کیا تھا؟ امام حمیدی کہتے ہیں کہ آج تین سو سال ہو چکے ہیں لیکن آج بھی لوگ مدینہ میں باقی ہیں اور لوگ اس

سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میں نے آج کے زمانہ کے وقف کی تفصیل دیکھی کہ مدینہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جو وقف کیا تھا اس سے آج بھی غریب مسلمان فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ سارے اوقاف نہ صرف ان کی زندگی میں کام آئے بلکہ ان کے مَرنے کے بعد چودہ 14 سو سال گذر گئے لیکن لوگ آج بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں اور انہیں باذن اللہ ان سب کا ثواب مِلتا جا رہا ہے۔

یہ نیک سوچ ہے اور یہ نیک سوچ جس کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ جن کے پاس ایمان نہیں ہوتا جن کے پاس ایسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی سوچ نہیں ہوتی اور جن کے سامنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے واقعات نہیں ہوتے تو ان کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

یہ جان کر آپ کو بڑی حیرانی ہو گی کہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے زمانہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تھے انہیں منافق کہا جاتا تھا۔ آپ اپنا مال وہاں استعمال کرنا چاہتے ہیں جہاں آپ کو یقین ہو کہ آپ کو اس کا فائدہ ضرور مِلے گا لیکن آپ کو اگر شک ہو رہا ہے کہ اس جگہ خرچ کرنے سے فائدہ بھی ہو سکتا ہے اور نقصان بھی زیادہ ہو سکتا ہے تو آپ ایسی جگہ اپنا پیسہ خرچ نہیں کرتے۔ آپ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں اس وقت اپنا مال خرچ کرتے ہیں جب آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر مکمل یقین ہو کہ قیامت کے دن اس کا بدلہ اور انعام ملنے والا ہے۔ جس شخص کو آخرت کے دن پر یقین نہیں ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے میں اپنے قدم آگے پیچھے کرے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں مال و دولت کے ذریعہ منافقت سے بچائے، اللہ

سبحانہ وتعالیٰ ہمیں مال میں بخل کرنے سے بچائے، مال کے معاملہ میں ہمیں تقدیر پر بھروسہ کرنے والا بنائے، آمین۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ:

طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے بیٹے سے لوگوں نے پوچھا" تمہیں اپنے والد کی وراثت میں کیا مِلا؟ " انہوں نے کہا" بیل کی 100 کھالوں میں بَھر بَھر کر سونا مِلا "یہ سب کچھ ترکہ میں صرف ایک بیٹے کو مِلا۔ ان کے کئی بیٹے تھے اور انہیں بھی اتنا ہی مال مِلا تھا۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ:

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بڑے مالدار صحابی رسول ہیں۔ ان کے بہت سارے گھر تھے، مدینہ میں ایک گھر، بصرہ میں ایک گھر، کوفہ میں ایک گھر اور مصر میں بھی ایک گھر تھا۔ یہ اتنا مال جمع کیوں کرتے تھے؟ کیوں اتنے گھر تیار کرتے تھے؟ کیونکہ جب بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع ہو تو فوراً خرچ کریں۔ یہ چاہتے تھے کہ دین کے معاملہ میں ہر میدان میں آگے رہیں، عبادتوں میں آگے رہیں، صدقہ وخیرات میں آگے رہیں، زکوٰۃ میں آگے رہیں، علم کے اعتبار سے آگے رہیں اور حج وعمرہ کرنے کے معاملہ میں آگے رہیں۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ صرف مدینہ میں ان کے ایک ہزار ورکرس workers تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ :

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی ایک مالدار صحابی تھے۔ ان میں ہر وقت مال و دولت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کا بھی بہت زیادہ جذبہ موجود تھا۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر یہ صحابی بیمار ہو گئے اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اِن کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو اس صحابی نے اس موقعہ پر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے پاس بہت زیادہ دولت موجود ہے لیکن میری صرف ایک ہی بیٹی ہے اِس کے علاوہ میرا کوئی وارث نہیں ہے، لہذا کیا میں میری دولت کا دو ثلث فی سبیل اللہ خرچ (صدقہ) کر سکتا ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں" اس کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا میں اپنی دولت کا نصف (آدھا) حصہ فی سبیل اللہ (صدقہ) خرچ کر سکتا ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " :

نہیں " حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا میں اپنی دولت کا صرف ایک ثلث فی سبیل اللہ صدقہ (خرچ) کر سکتا ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ہاں! اور ایک ثلث بھی بہت زیادہ ہے، بے شک اگر تم اپنے ورثا کو مالداری کی حالت میں چھوڑ جاؤ تو یہ صورت اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے ورثا کو فقیری و غریبی کی حالت میں چھوڑ جاؤ اور تمہارے یہ ورثا تمہارے انتقال کے بعد لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔ اور بے شک تم جو کچھ بھی اللہ تعالی کی رضا کی خاطر خرچ کرو گے اس پر بھی تمہیں اجر ملے گا حتی کہ اگر تم اپنی بیوی کے منہ میں ایک لقمہ بھی ڈالتے ہو تو اس میں بھی تمہیں اجر ملے گا"۔ (صحیح بخاری: 5354)

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ بھی بڑے مالدار صحابی تھے۔ شروع شروع میں کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین بڑے غریب تھے جیسے سعد بن ابی و قاص رضی اللہ۔

شروعات میں یہ صحابی بھی بڑے غریب تھے لیکن بعد میں جب صاحبِ مال ہوئے تو غریبوں کا بڑا خیال کیا کرتے تھے۔ اسی لیے بعد میں یہ اکثر کہا کرتے تھے کہ غریبوں کے حقوق ادا کرو کیونکہ میں بھی ایک زمانہ میں بہت غریب تھا، مجھے معلوم ہے کہ ایک غریب انسان کی مشکلات کیا ہوتی ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا:

اب خاتون صحابیہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جب نبی اکرم ﷺ مکہ کے ابتدائی سخت مصیبت والے ماحول اور کٹھن دور میں تھے تو آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دینے والی خاتون آپ کی اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنائے گئے تو آپ ﷺ کو تسلی دینے والی خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ نبی اکرم ﷺ غارِ حرا میں اکیلے بیٹھے ہوئے ہوتے تھے اور غور و فکر کرتے تھے کہ یہ شرک اچھی چیز نہیں ہے، لوگ کیوں گمراہ ہوتے جارہے ہیں؟ لوگوں کو کیسے اس ضلالت سے بچایا جائے؟ اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس اس غار میں کھانا پہونچانے والی خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں، اس کے بارے میں جو الفاظ تھے وہ یہ تھے "ادام او شراب "یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پانی کھانا اور سالن لے کر آیا

کرتی تھیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ مکہ کے ان سنگلاخ پہاڑوں پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کیسے توشہ لے کر چڑھا کرتی تھیں؟ آج اگر ہم ان پہاڑوں کو دیکھتے ہیں تو یہ کام بہت مشکل نظر آتا ہے۔

جب آپ ﷺ نبی بنائے گئے تو وہ توشہ لے کر آنے لگیں اور ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے نبی اکرم ﷺ! آپ اس خاتون کو جو توشہ لے کر آرہی ہیں جن کے ہاتھ میں آپ کا توشہ اور کھانا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے سلام سنا دیجئے اور میری طرف سے بھی سلام سُنا دیجئے۔ یہ کتنی خوش نصیب خاتون ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں اپنی طرف سے سلام بھیج رہا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام مزید فرمارہے ہیں کہ اے نبی اکرم ﷺ! آپ اس خاتون کو جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے ایک قلعہ کی خوشخبری سُنا دیجئے، جہاں پر کوئی شور شرابہ نہیں ہو گا۔ اس کا مطلب یہ نِکلا

کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا ہی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کو جنت کی ڈائرکٹ خوشخبری دے دی تھی۔ (صحیح بخاری:3820)

آج ہم کسی کے بارے میں کہتے ہیں کہ فلاں کا بزنس اکسپورٹ اور امپورٹ کی شکل میں بہت دور تک پھیلا ہوا ہے جب کہ نبی اکرم ﷺ اس اونٹنیوں اور گھوڑوں کے زمانہ میں مکہ سے یمن کی طرف پھر مکہ سے شام کی طرف تقریبا 2 ہزار کلومیٹر تک بزنس کیا کرتے تھے اور یہ بزنس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے پیسوں سے کیا کرتے تھے۔ اندازہ لگایئے کہ نبی اکرم ﷺ کا انٹلکچول لیول Intellectual level کتنا عظیم تھا اور اس زمانہ کی سیاست اور بین الاقوامی سطح پر معاملات کو سمجھنے کا کیسا ملکہ آپ کو حاصل تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ:

اور آخری واقعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ صحابی کم عمر اور بہت ہی غریب تھے اور مالی اعتبار سے بڑے پریشان تھے۔ نبی اکرم ﷺ ان کے لیے دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ سبحانہ وتعالی! تو اس لڑکے کے مال اور اس کی اولاد میں برکت دے۔ کہتے ہیں کہ ان کی تجارت اور مال اتنا بڑا کہ کبھی انس رضی اللہ عنہ کہیں جاتے اور بکریوں اور کسانوں کو دیکھتے تو سوال کرتے تھے کہ تم لوگ کہاں کے ہو اور ان بکریوں اور جانوروں کا مالک کون ہے؟ وہ کسان کہتے کہ اے انس رضی اللہ عنہ! کیا آپ کو نہیں معلوم کہ ہم تمہاری ہی تجارت کا ایک حصہ ہیں، ہم سب آپ ہی کے لیے کام کرتے ہیں اور یہ سب بکریاں اور جانور آپ ہی کے ہیں۔

ان کی تجارت اتنی پھیل گئی اور اتنے جانور اور مویشی پھیل گئے کہ خود انہیں بھی پتہ نہیں تھا کہ ان کا مال کونسا کونسا ہے؟ کیونکہ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین خالص اسلامی تجارت کرتے تھے دھوکہ سے دور، جھوٹ سے دور، دغابازی سے دور اور کسی کو بے وقوف بنانے سے دور۔ جیسے آج کے دور میں کہتے ہیں کہ کسی کو اُلّو بَنا کر میں نے یہ چیز بیچ دی۔ آج ایک آدمی کو توحید سے محبت ہے شرک سے نفرت ہے اور بدعت سے بھی نفرت ہے لیکن حرام مال سے نفرت نہیں ہے۔ ہمارا دل و دماغ اچھی طریقہ سے توحید کی حمایت کے لیے تیار ہے، بدعت کے خلاف تیار ہے اور شرک کے خلاف بھی تیار ہے لیکن معاملات میں ہمارا دل و دماغ ابھی تیار نہیں ہے۔ ہم عقیدہ و منہج میں مضبوط ہیں مگر اخلاق اور معاملات میں بہت کچے ہیں، ہمیں معاملات میں بھی اچھا خیال اور اچھی سوچ رکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ "

ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔

(سورۃ البقرۃ:208)

یہ تمام باتیں یعنی قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے واقعات کے تذکرے کا مقصود یہ ہے کہ جہاں علمائے کرام نے اپنے علمی خزانے سے امت کو بے پناہ فائدہ پہونچایا ہے وہیں پر امت کے مالداروں نے بھی ہر دَور میں اپنے مالی خزانوں سے کبھی علم کی مدد کی، کبھی غریبوں کی مدد کی اور کبھی اسلام کی راہ میں دل کھول کر اپنا مال لُٹایا۔ ہر دور میں جہاں اسلامی فوج نے اپنی جانوں سے

اسلام کی مدد کی تو وہیں پر مالداروں نے بھی اپنے مال کی قربانیاں پیش کی ہیں۔

سیرتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلامی مراجع و مصادر:

ایک ہم نکتہ کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت کے حوالہ سے کونسی کتابیں بہتر، زیادہ مفید اور صحیح ہو سکتی ہیں؟ چند کتابوں کے نام میں آپ کو بتلاؤں گا۔

عربی زبان میں

1- " الاستیعاب " یہ کتاب لکھنے والے ابن عبد البر رحمہ اللہ ہیں۔

2- " اسد الغابة "یہ کتاب لکھنے والے ابن الاثیر رحمہ اللہ ہیں۔

3- " الاصابة في تمييز الصحابة "یہ کتاب لکھنے والے حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ ہیں۔

اگر ہم اردو زبان میں پڑھنا چاہتے ہیں تو شیخ عبد الرحمٰن الخمیس کی کتابیں بڑی زبردست ہیں، بالکل صحیح اور authentic ہیں۔ اکثر تاریخ کے موضوع میں یہ دیکھا گیا ہے کہ صحیح اور authentic کتابیں نہیں ملتی ہیں۔ بالخصوص اگر آپ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اور تابعین کرام رحمھم اللہ کے بارے میں معلوم کرنا ہے تو ان کی کتابوں کو پڑھئے"

شیخ عبد الرحمٰن الخمیس "، یہ بہت بڑے عالم ہیں اور بڑے محقق ہیں۔اسی طریقہ سے "علی الصلابی " کی کتابیں بھی بڑی اچھی ہیں۔

شیخ رزق اللہ المھدی کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں اور جو واقعات مروی ہیں کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں اپنا مال بے دریغ خرچ کر دیتے ہیں تو سند کے اعتبار سے یہ واقعات ضعیف ہیں۔اسی طریقہ سے الافتاء ORG کی جو سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی ہے ان کا بھی متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے یہ جو لفظ بلفظ احایث گردش کَر رہی ہیں ان کی سندیں ضعیف ہیں لیکن ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کا مال اور ان کا صدقہ ان بیان کردہ روایات سے بھی

زیادہ تھا۔ ان واقعات کی سند تو ضعیف ہے لیکن کہیں نہ کہیں اس کی اَصل موجود ہے۔ اس لیے محدثین کے پاس ایک اصول ہے کہ حدیث میں صحیح اور ضعیف کے اصول بڑے سخت ہیں لیکن تاریخ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے جو واقعات بیان ہوئے ہیں حدیث کے تمام اصول ان پر فِٹ نہیں کیے جائیں گے بلکہ ان واقعات کا ایک معتبر کتاب میں ہونا کافی ہو گا۔ یہ واقعات کسی قرآن و سنت کی مخالفت نہ کریں تو تاریخی اعتبار سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے واقعات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اور آپ تمام کو مال کَمانے اور صحیح جگہ پر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اسلام ہر فرد کی ضرورت - تاریخی جائزہ اور ہماری ذمہ داریاں

عناصرِ خطبہ:

تمہید

ہر انسان دینِ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے

تعارف اسلام میں ہماری تاریخی لغزشیں (ایک تاریخی تجزیہ)

1: پہلی تاریخی مثال موبائل پرنٹنگ پریس سے متعلق مسلمانوں کا موقف

2: دوسری تاریخی مثال انگلش زبان کا معاملہ

3: تیسری تاریخی مثال فلسفہ سے متعلق فیصلہ

مذکورہ مسئلہ سے متعلق ہماری ذمہ داریاں

دینِ اسلام ہر فرد کی ضرورت ہے، یہ خالقِ کائنات کی طرف سے اتارا گیا دین ہے جس کو اُس نے جن و انس کے لیے واجب الاتباع قرار دیا ہے، اس مذہب کی آفاقیت ہے کہ اس پر محض اس کے ماننے والوں کی ٹھیکیداری تسلیم نہیں کی جاتی، کسی مسلمان کا یہ کہنا کہ "ہمارا رب صرف ہمارا ہے یا ہمارے رسول صرف ہمارے ہیں، اللہ کا اتارا ہوا یہ قرآن مجید صرف ہمارا ہے اور اسے ہم کسی غیر مسلم کو پڑھنے کی اجازت نہیں دے سکتے وغیرہ وغیر" ناقابل قبول ہے، کسی مسلمان کو یہ Right یا حق نہیں ہے کہ وہ اس طرح کی بات کہے، یا ایک مسلمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ یہ رسول دوسروں کے نہیں ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لیے رسول ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ " (سورة الانبیاء: 107) "اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں، مثال کے طور پر سورج سب کے لیے نِکلتا ہے چاہے وہ مسلمان ہو غیر مسلم یا دوسرے مذہب کا ماننے والا ہو، لیکن ہو سکتا ہے کہ کوئی اپنی بینائی کی کمزوری کی وجہ سے سورج کو دیکھ نہ سکے تو اس میں Problem سورج کا نہیں ہے بلکہ Problem اس آنکھ کا ہے جو اس سورج کو نہیں دیکھ سکتی ہے، جس طریقہ سے سورج سارے لوگوں کے لیے ہے بالکل اسی طرح قرآن مجید بھی سب کے لیے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 185 میں ارشاد فرمارہے ہیں: " شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ " "ماہ رمضان وہ ہے جس

میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں"۔

جس طرح سورج سب کے لیے ہے لیکن اگر کوئی انسان اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا ہے تو وہ خود اپنا نقصان کر رہا ہے بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص قرآن مجید سے، نبوی تعلیمات سے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال سے فائدہ نہیں اٹھاتا ہے تو پرابلم اس شخص کا ہے اسلام اور قرآن کا اس کے نقصان میں کوئی دخل نہیں ہے اور اسلام اس کے نقصان سے بَری ہے، اسلام تو سب کو فائدہ پہونچانے کے لیے آیا ہے۔

ہر انسان دینِ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے :

اسلام ہر انسان کی ضرورت ہے، کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ قرآن صرف میرا ہے یا یہ اسلام صرف میرا ہے، اس قرآن مجید کو پڑھنے کا جِتنا حق ایک مسلمان کا ہے اتنا ہی حق قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا دنیا کے ہر مذہب کے ماننے والے کا بھی ہے کہ وہ بھی قرآن مجید پڑھے اس کی تعلیمات تسلیم کرے اور انہیں اپنی زندگی میں نافذ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ روم سورہ نمبر 30 آیت نمبر 30 میں ارشاد فرمایا: " فِطْرَتَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيها " اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے"۔ اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کی فطرت (فطرۃ اللہ) ہے جس پر اللہ نے سارے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جو " فطرة " کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے مراد ہے

اسلام ہے، یعنی ہر بچہ کی فطرت اسلام کی بنیاد پر رکھی ہوئی ہے۔ اور ایک حدیث ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " ما من مولودٍ إلّا يولَدُ على الفطرةِ ، فأبواهُ يُهَوِّدانِهِ وينصِّرانِهِ ويمجِّسانِهِ " (صحيح مسلم: 2658)

ترجمہ:"ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی بنا دیتے ہیں یا مجوسی بنا دیتے ہیں یعنی آگ کی پوجا کرنے والا"۔

ہمیں اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا میں جتنے لوگ پائے جاتے ہیں ان تمام کی فطرت میں اسلام ہے، اسی لیے اسلام ہر فرد کی ضرورت ہے اور ہر شخص کی فطرت کا تقاضا ہے، اسلام ہر شخص کا Birth Right یعنی پیدائشی حق ہے کہ وہ اس سے متعلق تحقیق کرے اور ریسرچ کرے۔

اور ایک حدیث ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں " : وإني خلقتُ عبادي حنفاءَ كلهم وإنهم أتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم " (صحيح مسلم: 2865)

ترجمہ:" میں نے اپنے تمام بندوں کو) ایک یکسوئی والے دین (اسلام) ہی کی فطرت پر پیدا کیا ہے لیکن شیاطین ان کے پاس آتے ہیں اور ان سے ان کا دین چھین لیتے ہیں"۔

پہلی حدیث میں بتلایا گیا کہ بچہ کے دین کو بِگاڑنے کے ذمہ دار ماں باپ ہوتے ہیں اور دوسری حدیث میں بتلایا گیا کہ بچہ کے دین کو بِگاڑنے کے ذمہ دار شیاطین ہوتے ہیں۔

سورہ اعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 172 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں : " وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

إِنَّا كُنَّا عَنۡ هَـٰذَا غَافِلِينَ "اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے "۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تیسرے سبب کا ذکر کیا ہے کہ انسان کے دین کو کون چھین لیتے ہیں؟

1: ایک حدیث میں بتلایا گیا کہ وہ ماں باپ ہیں۔

2: دوسری حدیث میں بتلایا گیا کہ وہ شیاطین ہیں۔

3: مذکورہ آیت میں بتلایا گیا کہ اس کا سبب انسانوں کی اپنی " غفلت " ہے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آج کل دنیا میں زیادہ تر آبادی غفلت کا شکار ہونے کی وجہ سے دین اسلام سے دور ہے،

غفلت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی پیدا کردہ دنیا میں انسان اتنا مگن ہو چکے ہیں کہ وہ خالق ہی کو بُھلا بیٹھے ہیں، تعجب ہوتا ہے کہ اس کائنات کے خالق نے ایسی بہترین جنت بنائی ہے، وہ جنت بنائی ہے جس کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہونے والی ہیں لیکن یہ انسان دنیا کی حقیر اور ختم ہونے والی نعمتوں کو حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے میں اتنا busy ہو چکا ہے کہ اس کے پاس اس بارے میں سوچنے کے لیے وقت ہی نہیں ہے کہ "اے اللہ کے بندے! تجھے جو دنیا میں چند نعمتیں ملی ہیں تو اس میں اتنا مگن ہو چکا ہے کہ خالق ہی کو بھول گیا ہے" اسے غفلت کہتے ہیں۔ اللہ عز و جل ہمیں ایسی غفلت سے بچائے جو خالق کائنات کی پہچان سے، اس کی تعلیمات سے اور اس کی اطاعت و عبادت کرنے سے ہمیں محروم کردے۔

بہرحال ان احادیث اور آیات کو جمع کرنے سے ہمیں دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1: ایک تو یہ ہے کہ ہر بچہ چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ جس سے ہمیں یہ موضوع سمجھ میں آگیا کہ اسلام ہر فرد کی ضرورت ہے۔

2: دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آخر اتنی اچھی فطرت کو چھینتے کون ہیں؟ یہ فطرت چھیننے والوں میں ایک ماں باپ بھی ہوتے ہیں، جن ماں باپ کو اسلام کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے، ظاہر سی بات ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایسی جگہ سے تعلیم دلاتے ہیں جہاں شیطانوں کو پورا موقع مِلتا ہے کہ وہ مکمل طریقہ سے ان بچوں کو غفلت میں ڈال دیں، لہٰذا اس طریقہ سے یہ بچے اسلام سے کوسوں دور ہو جاتے ہیں۔

تعارفِ اسلام میں ہماری تاریخی لغزشیں (ایک تاریخی تجزیہ):

تاریخ کا اگر بغور مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں نے تاریخ میں کچھ ایسے فیصلے کیے ہیں جن کے چلتے مسلمان دوسری قوموں سے کبھی 200 سال، کبھی 600 سال اور کبھی 800 سال پیچھے ہو گئے ہیں۔ آیئے! میں آپ کو تین مثالیں دیتا ہوں:

1۔ پہلی تاریخی مثال موایبل پرنٹنگ پریس سے متعلق

مسلمانوں کا موقف: جس وقت 1450 میں موایبل پرنٹنگ پریس Movable printing press ایجاد ہوا تو عیسائیوں نے اس کا پورا فائدہ اٹھایا اور بائبل کو پرنٹ کر کے دنیا بھر کی زبانوں میں ساری دنیا میں پھیلا دیا اور اس وقت بائبل دنیا کی سب سے زیادہ چھَپنے والی کتاب اور سب سے زیادہ تقسیم ہونے والی کتاب بن گئی۔ جس وقت سلطنتِ عثمانیہ کا دَور تھا اور اس دور کے بادشاہ نے چاہا کہ ہم بھی قرآن مجید کو

موابیل پرنٹنگ پریس Movable printing press کے ذریعہ چھاپ کر دنیا بھر کے لوگوں کے لیے عام کریں تو مسلمانوں نے کہاکہ نہیں نہیں! ایسانہ کیاجائے کیونکہ قرآن غلط چَھپ جانے کا اندیشہ ہے، پیپر کی چھپائی میں گڑبَڑ (کمی بیشی) ہوگئی تو تحریف کا اندیشہ ہوگا، کہیں ایسانہ ہوکہ کوئی قرآن مجید کو بدل کر چھاپ دے، لہذا ہم موابیل پرنٹنگ پریس Movable printing press کو نہیں اپنائیں گے۔ سلطنتِ عثمانیہ کے بادشاہ نے دیکھا کہ اگر میں مسلمانوں کے فیصلے کے خلاف گیاتو کہیں میری بادشاہت ختم نہ ہوجائے یاپھر میری خلافت ختم نہ ہوجائے، آخرکاراس نے کہاکہ میں اپنے فیصلہ کو بعد کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔ لہذا 1450 کی صدی گئی اور آگے بھی بہت سی صدیاں گذر گئیں یہاں تک کہ 1877 آیاتو پہلی مرتبہ موابیل پرنٹنگ پریس Movable printing press کے ذریعہ

پہلا قرآن چھپا جسے لوگوں میں پھیلا دیا گیا اور اس کے ذریعہ ان کی صحیح فکر کی طرف ذہن سازی کر دی گئی۔

آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے کہ ان پہلے چار سو سالوں میں نہ جانے کتنے بائیبل یورپ اور امریکہ میں چَھپ گئے۔ میں اس وقت کے فیصلہ پر تنقید نہیں کر رہا ہوں، اس وقت اتنا بڑا فیصلہ لِیا گیا تھا تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی لیا گیا ہو گا، کچھ فتنوں کو دیکھ کر ہی یا ان کو روکنے کے لیے اور احتیاط کی خاطر یہ فیصلہ لیا گیا ہو گا، اس میں کوئی برائی نہیں کہ انسان سوچ سمجھ کر فتنوں کی روک تھام کے لیے کچھ احتیاط بَرتے اور اس کے متعلق فیصلہ لے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جلد فیصلہ لے کر کسی فتنہ میں مُبتلا ہو جائے، فیصلہ کرنے میں دیر کی جا سکتی ہے اور وقت لِیا جا سکتا ہے، تدبر کیا جا سکتا ہے غور و فکر کیا جا سکتا ہے لیکن اس فیصلے کو اتنا پرولانگ prolong کر دینا یا فیصلہ کرنے میں اتنی دیر کر دینا کہ ہم وقت سے پیچھے ہو جائیں درست

نہیں ہے۔ باطل کی نشر و اشاعت کے لیے اہلِ باطل غلط فیصلوں کا سہارا لیتے ہیں۔ تعارفِ اسلام میں خوب سے خوب موقع مل جائے ایسے فیصلہ کے لیے ہم اپنے غلط فیصلوں پر نظر ثانی کر سکتے ہیں، اپنی سُستی کی وجہ سے ہم اگر جائز وسائل اختیار نہیں کرتے ہیں تو یہ بات بالکل غلط ہے۔

نوٹ: دوسری طرف اس زمانہ کے مسلمانوں کو تنقید کا نشانہ سختی کے ساتھ نہ کرنے کی میں نے تجویز پیش کی کہ تاخیر کر وجہ سستی یا غفلت نہیں تھی بلکہ غلطی کا خوف تھا جیسے اس مضمون سے پتہ چلتا ہے

"1450 میں متحرک چھاپہ خانے (موویبل پرنٹنگ پریس) کی ایجاد اور اس کے بعد بائبل کی طباعت اور اشاعت کا ذکر کیا ہے۔ واقعی، جوہانس گوٹنبرگ کی اس ایجاد نے یورپ میں علمی انقلاب برپا کیا، اور بائبل کی وسیع پیمانے پر اشاعت ممکن ہوئی۔

جہاں تک سلطنتِ عثمانیہ میں قرآنِ مجید کی طباعت کا تعلق ہے، ابتدائی طور پر مسلمانوں میں پرنٹنگ پریس کے استعمال کے بارے میں تحفظات پائے جاتے تھے۔ ان میں سے ایک اہم وجہ یہ تھی کہ عربی رسم الخط کی پیچیدگی اور قرآن کی مقدس حیثیت کے پیشِ نظر، طباعت کے دوران ممکنہ غلطیوں سے قرآن کی تحریف کا اندیشہ تھا۔ اس کے علاوہ، اس دور میں پرنٹنگ پریس کی ٹیکنالوجی ابھی ترقی پذیر تھی، اور عربی حروف کی درست طباعت ایک چیلنج تھا۔

ان وجوہات کی بنا پر، ابتدائی صدیوں میں قرآنِ مجید کی طباعت محدود رہی۔ تاہم، 1787 میں روس کے شہر سینٹ پیٹرزبرگ میں مولائی عثمان نے پہلی مرتبہ قرآنِ مجید کی طباعت کی۔ اس کے بعد، 1828 میں ایران کے شہر تہران

میں پتھر پر قرآن چھاپا گیا۔ 1877 میں ترکی کے شہر استنبول میں بھی قرآنِ مجید کی طباعت ہوئی۔"

FORUM.MOHADDIS.COM

2: دوسری تاریخی مثال - انگلش زبان کا معاملہ: انگلش زبان کے معاملہ میں بھی ایسے ہی ہوا، اس وقت لوگوں نے کہا کہ انگلش پڑھنا حرام ہے، یہ فیصلہ مسلمانوں نے ایک زمانہ میں لیا تھا، چلیے! ہم احترام کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں مسلمانوں میں انگلش کی وجہ سے مغربی تہذیب و ثقافت کی آمیزش ہو رہی تھی، مسلمانوں کے ذہن ویسٹرن ہو رہے تھے، مغربی ذہنیت یا نئی تہذیب یافتہ نسل نکلنے کا ڈر تھا کہ اگر ہم بچوں کو انگریزی پڑھائیں گے تو ڈر ہے کہ ہمارے بچے کہیں اسلام سے دور نہ ہو جائیں، وقتی طور پر حکمت کے تحت اگر انگلش زبان سے روکا گیا ہے تو ہم اس فیصلہ کا احترام کرتے ہیں لیکن اس فیصلہ کو اتنا لمبا کھینچنا اور اتنا پرولانگ prolong کر

دینا کہ بعد میں اپنی سستی چُھپانے کی خاطر ان ہی پُرانے اور غیر مناسب فیصلوں کا سہارا لیتے ہوئے پیچھے ہٹ جانا یہ کہاں کی عقل مندی ہے؟ کوئی بھی زبان اللہ تعالیٰ کی نشانی ہوتی ہے، کسی زبان پر کسی قوم کی اجارہ داری نہیں ہوتی، آپ ایسا نہیں کہہ سکتے کہ تلگو زبان میری نہیں ہے، میری زبان تو اردو ہے، اس سے کسی زبان کی کسی زبان پر فضلیت ثابت نہیں ہوتی، زیادہ سے زیادہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام زبانوں میں سب سے زیادہ اہم زبان عربی زبان ہے کیونکہ اس میں قرآن اور حدیث ہے، اسلام سمجھنے کے لیے سب سے اہم زبان عربی زبان ہے لیکن اسلام پھیلانے کے لیے وہ زبان اہم ہے جس زبان کو مقامی لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں، چاہے وہ زبان ہندی ہو یا تلگو ہو یا پھر وہ انگلش ہو۔ کوئی زبان انسان کی اپنی زبان نہیں ہو سکتی بلکہ تمام زبانیں اللہ کی ہوتی ہیں۔

سورۃ نمبر 2 البقرۃ آیت نمبر 31 میں ہے:

"وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ"

ترجمہ: اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ رب العالمین نے تمام چیزوں کے نام حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے مختلف زبانوں میں، اس سے معلوم ہوا کہ ہر زبان اللہ تعالی کی سکھائی ہوی زبان ہے۔

لیکن اس تاریخی غلط فیصلہ اور لغزش کا نتیجہ کیا ہوا؟ آپ کو معلوم ہے کہ انگلش میں آج بھی اسلامی مٹیریل نہ کے برابر ہو گیا ہے۔1382 میں سب سے پہلے جان وائی کِلف John

Wycliffe[2] نے بائبل کا ترجمہ انگلش میں کیا تھا لیکن یہ سن کر آپ حیرت کریں گے کہ قرآن مجید کا ترجمہ 1930 میں پہلی مرتبہ ہوا۔

---

[2] جان وکلف (John Wycliffe) چودھویں صدی کے ایک انگریزی الٰہیات دان، فلسفی، اور آکسفورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر تھے۔ انہوں نے کلیسائی بدعنوانیوں اور پاپائیت کے خلاف آواز اٹھائی اور اس بات پر زور دیا کہ بائبل ہی مسیحی عقیدے کا حتمی ماخذ ہے۔ وکلف نے بائبل کا لاطینی سے انگریزی میں ترجمہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا، تاکہ عام لوگ بھی مقدس کتاب تک رسائی حاصل کر سکیں۔

WYCLIFFE.ORG.UK

ان کی تعلیمات نے لولارڈ تحریک کو جنم دیا، جو کلیسائی اصلاحات کی حامی تھی۔ وکلف کی وفات کے بعد، 1415 میں کونسل آف کانسٹانس نے انہیں مرتد قرار دیا، اور 1428 میں ان کی باقیات کو قبر سے نکال کر جلایا گیا۔

EN.WIKIPEDIA.ORG

جان وکلف کو "انگریزی نثر کا باپ" بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کی تحریریں اور خطبات انگریزی زبان کی ترقی میں معاون ثابت ہوئے۔

CHRISTIANHISTORYINSTITUTE.ORG

اگر آپ مُغل سلطنتوں اور اس سے پہلے کی مسلم سلطنتوں کو شمار کرلیں تو کم سے کم مسلمانوں نے 850 سال ہندوستان پر حکومت کی، اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس زمانہ کے ہندوستان کا مطلب آٹھ 8 ممالک ہیں یعنی پاکستان، افغانستان، بنگلہ دیش، سری لنکا اور آس پاس کے سارے چھوٹے ممالک پہلے ہندوستان میں شامل تھے، اتنی بڑی سلطنت کے مالکوں نے کبھی قرآن مجید کا کوئی ترجمہ نہیں کیا، لیکن اتنی بڑی سلطنت میں بھگوت گِیتا کا ترجمہ عربی زبان میں کیا گیا تھا، کیا مطلب ہے؟ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے کہ بھائی! ہم بڑے سیکولر ہیں، ہم سب سے محبت کرنے والے لوگ ہیں اور سارے مذاہب کا ہم احترام کرتے ہیں، لیکن یہ لوگ اللہ کی محبت بھول گئے اور اسلام کی محبت بھول گئے۔ جب مغل بادشاہوں کا زوال down fall آیا اور اورنگ زیب کا انتقال ہوا تب جا کر آنکھیں کُھلیں، جب شاہ ولی اللہ محدث

دہلوی رحمہ اللہ اور ان کے بیٹوں کا دور آیا تب جا کر قرآن مجید کا ترجمہ ہوا، لیکن انگلش کا ترجمہ تو اور دیر سے ہوا۔

پہلا قرآن مجید کا ترجمہ انگلش میں 1930 میں ہوا اور یہ ترجمہ کرنے والے ویلم پِک تھال Pickthall William ایک نو مسلم تھے، یہ پہلے عیسائی تھے پھر اسلام قبول کر کے قرآن مجید کا ترجمہ کیا لیکن ان کی انگلش اتنی کلاسیکل تھی کہ عام انسان یہ زبان مکمل طریقہ سے سمجھ نہیں سکتا تھا، پھر 1936 میں یوسف علی صاحب نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا لیکن بعد میں پتہ چلا کہ یہ یوسف علی صاحب بوہرا عقیدے کے ہیں اور اس ترجمہ کے حواشی foot notes میں بہت سارے نکات بوہرا عقیدے کے مطابق ہیں، جیسے جنت و جہنم اور فرشتے جیسی چیزوں کو مجاز کہہ کر بتلایا گیا، اس لیے آج بھی بہت سارے عیسائی مناظرہ debate کرنے کے لیے آتے ہیں تو اس ترجمہ کو لے کر اعتراض کرنے کے لیے آجاتے

ہیں، ان سے جب پوچھا جاتا ہے کہ تم ترجمہ پڑھ کر اعتراض کر رہے ہو یا عربی پڑھ کر اعتراض کر رہے ہو؟ تو آدھا debate وہیں ختم ہو جاتا ہے، اسی لیے جب بھی آپ کے پاس کوئی کرسچن مشنیری اعتراض کرنے کے لیے آئے یا منکرینِ حدیث بھی تو ان دونوں سے مناظرہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ان سے پہلے یہ پوچھئے کہ جو بھی اعتراض آپ کر رہے ہیں پہلے یہ بتلایئے کہ کیا آپ عربی زبان سے واقف ہیں یا نہیں؟ اگر ان کا مطالعہ یا تحقیق براہِ راست عربی زبان میں نہیں ہے تو بات ختم ہو جاتی ہے، وہ ترجمہ پڑھنے کی وجہ سے قرآن پر اعتراض ہو رہا ہے اور وہ ترجمہ پڑھنے کی وجہ سے حدیث پر اعتراض ہو رہا ہے اور اگر صحیح Text اور عربی انداز میں پڑھ لیا جائے تو سمجھ لیجئے کہ اعتراض سَرے ہی سے ختم ہو جاتا ہے۔

میں آپ کو ایک طریقہ بتلا رہا ہوں کہ اگر کالج میں یا آفس میں کسی کی طرف سے ایسا کوئی اعتراض آئے تو آپ کا سوال یہی ہونا چاہیے کہ آپ اصل عربی پڑھ کر اعتراض کر رہے ہیں یا ترجمہ پڑھ کر اعتراض کر رہے ہیں؟

یوسف علی صاحب کے ترجمہ سے بہت فائدہ تو ہوا لیکن ساتھ میں بہت سارے نقصانات بھی ہوئے نتیجہ میں سعودی عرب کی گورنمنٹ نے یہ اعلان کیا کہ یوسف علی صاحب کے ترجمہ کو رَد کر دیا جائے اور ان کے ترجمے جلا دیے جائیں۔

پھر اس کے بعد 1996 میں تقی الدین ہلالی جو شیخ وصی اللہ عباس حفظہ اللہ کے استاذ ہیں بلکہ جتنے اس وقت ٹاپ کے علماء ہیں چاہے جامعہ سلفیہ بنارس ہو یا جامعۃ ندوۃ العلماء ہو تمام کے استاذوں کے یہ استاذ ہیں، تقی الدین الہلالی کی عربی بہت خوب تھی اور انگلش بھی بہت اچھی تھی، انہوں نے الہلال

کمیٹی قائم کی اور پہلی مرتبہ 1996 میں معتبر و صحیح ترجمہ دنیا کے سامنے آیا۔

لیکن اس ترجمہ میں چند دِقتیں تھیں، تو پھر سعودی حکومت نے مزید بہتری کی کوششیں کیں، "صحیح انٹرنیشنل" ترجمہ کیا جو آج ساری دنیا میں رائج اور معتبر ہے۔

میرا پوائنٹ ابھی یہیں ہے کہ 1300ء میں بائبل کا ترجمہ ہو گیا اور پورے 500 سال بعد انگلش میں قرآن کا پہلا معتبر ترجمہ دنیا کو ملتا ہے، اس طرح ہم اس پہلو سے 500 سال یا اس سے بھی زیادہ پیچھے ہو گئے، ذرا سوچیے! یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ اتنے سالوں تک بے چارے انگلش جاننے والوں کو پتہ ہی نہیں کہ قرآن کا پیغام اور اس کی دعوت کیا ہے؟ جب کہ گیتا اور بائبل کا ترجمہ عربی زبان میں ہو چکا تھا لیکن قرآن کا ترجمہ ان زبانوں میں نہیں ہو پایا تھا۔

اور مُغل سلطنت کے اردو جاننے والے غیر مسلم لوگوں کو بھی پتہ ہی نہیں کہ قرآن مجید میں کیا پیغام بتلایا گیا ہے، فی الوقت علمائے کرام کافی محنت کر رہے ہیں۔ ایک صاحب نے مجھ سے سوال کیا کہ اورنگ زیب 1707ء میں جن کا انتقال ہوا ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے قرآن مجید لکھا کرتے تھے، اتنا بڑا بادشاہ ہے ٹائم ویسٹ کر رہا ہے، مشینیں لا کر قرآن مجید چھاپ کر اگر قرآن مجید پھَیلا دیتا تو اپنی ذمہ داری اچھے طریقہ سے ادا کر سکتا تھا، اس بادشاہ نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ جواب یہ ہے کہ انہیں مشورہ دینے والا کوئی نہیں تھا، وہ بادشاہ تھے وہ کوئی عالمِ دین نہیں تھے اور انہیں مشورہ دینے والے ان کے قریب کوئی شیخ بن باز رحمہ اللہ جیسے عالم دین نہیں تھے، انہیں مشورہ دینے والے ان کے قریب شیخ صالح العثیمین رحمہ اللہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ جیسے علماء نہیں تھے۔

سعودی حکومت نے مجمع ملک فہد نامی ایک ادراہ قائم کیا، اس ادارے سے 70 سے زائد زبانوں میں قرآن کے ترجمے چھپ کر دنیا میں پھیل چکے ہیں، دنیا کے کسی بھی کونے یا خطہ میں جہاں میں جاچکا ہوں میں نے ہر جگہ دیکھا ہے کہ یا تو قرآن کے ترجمے یا قرآن کے ٹکسٹText سعودی عرب سے پرنٹ ہو کر فری (مفت) میں دنیا میں تقسیم کیے جا رہے ہیں، جب ملک فہد نے اعلان کیا کہ میں اس پروجکٹ پر کام کر رہا ہوں تو کسی بڑے عالم نے انہیں نہیں روکا بلکہ انہوں نے اس مبارک قدم کی بھرپور تائید اور ہمت افزائی کی کیونکہ یہ وہ علمائے کرام تھے جنہوں نے قرآن اور حدیث کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے منہج پر صحیح سمجھا ہے، اس سے پہلے کے بادشاہوں کو جن علماء کرام نے روکا تھا ان کے پاس اندھی تقلید والا اسلام تھا، جس میں شخصیات کی آراء اور فرضی اوہام و مسائل کو داخل و شامل کر لیا گیا ہے، جو صحیح

اسلام سے محروم ہوتا ہے اس کے فیصلے بھی غلط ہوتے ہیں اور جو صحیح اسلام سے آشنا ہوتا ہے اس کے فیصلے بھی صحیح ہوتے ہیں۔

وہ بادشاہ جو تعارف اسلام کے لیے اور اس کے متعلق غلط فہمیوں کے ازالے کے لیے محنت کر رہا ہو یا پھر ایسا ہی ایک عام آدمی، ہر فرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہ فکر کرے کہ میں اسلام کے تعارف کے لیے کس اچھے طریقہ کو اختیار کر سکتا ہوں کیونکہ اسلام صرف میرا اور آپ کا نہیں بلکہ ہر فرد کا ہے، یہ سارے انسانوں کی فطرت کی مانگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح مشورہ کرکے صحیح طور پر کام کرنے والا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے منہج کے مطابق کام کرنے والا بنائے، آمین۔

3: تیسری تاریخی مثال فلسفہ سے متعلق فیصلہ :- امام غزالی رحمہ اللہ کے زمانہ میں کہا گیا تھا کہ فلسفہ حرام ہے، اس کے نتیجہ میں کیا آپ جانتے ہیں کہ کتنا نقصان ہوا؟ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ جو سائنسدان مسلمانوں میں سے تیار ہو رہے تھے سارے سائنسدان کالعدم ہو گئے کیونکہ اس فتوے اور فیصلے میں وہ توازن نہیں تھا۔

علامہ ابن رشد رحمہ اللہ نے اس متعلق کوشش کی اور ایک کتاب لکھی جس کا نام " تھافۃ تھافۃ الفلاسفۃ " ہے، یہ کتاب اس فتوے کے رَد یا جواب میں تھی، مسلمان اس معاملہ میں کنفیوز ہو گئے کیونکہ مسلمانوں کو اب تک اس کا صحیح حل نہیں مِلا تھا لیکن جب علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ آئے تو انہوں نے صحیح طور پر اس کا جواب لکھا اور کتاب لکھی جس کا نام " درء تعارض العقل والنقل " ہے، یہ کتاب نو / 9 جلدوں میں لکھی گئی ہے۔ جس میں انہوں نے بتلایا کہ فلسفہ کو BAN

کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو جاتا کیونکہ اس زمانہ میں بہت سارے سوالات اور اعتراضات فلسفہ کے فن کے ذریعہ اٹھ رہے تھے، ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ ان اعتراضات کا جواب عقل و نقل کا استعمال کرتے ہوئے دیا جائے اور ان تمام کے جوابات آپ کو ان کی کتاب میں مل جائیں گے، علامہ رشید رضا رحمہ اللہ اور امام ابو زہرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو یہ کتاب ایک مرتبہ پڑھ لے گا اُٹھنے والے اعتراضات جو عقل اور فلسفہ کی بنیاد پر ہوتے ہیں وہ ان تمام کے جوابات دینے کا تمکن اور اس کی طاقت حاصل کرلے گا۔

مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہندوستان کے جو مسائل ہیں وہ مسائل ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے زمانہ کے مسائل سے میل کھاتے (مطابقت رکھتے) ہیں لہذا اگر ہم ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتابوں کو پڑھ لیں گے تو ان سوالات کے جوابات ان شاء اللہ بڑی آسانی سے دے سکتے ہیں۔

مذکورہ مسئلہ سے متعلق ہماری ذمہ داریاں :

ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ آپ سب لوگ یہاں بیٹھ کر خطبہ سن رہے ہیں، اس کا مطلب یہ نِکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی ہے کہ ہمیں کلمہ نصیب ہوا اور اس کے بعد اس بات کی توفیق ملی کہ ہم نماز ادا کر سکیں اور پھر اس بات کی توفیق ہوئی کہ جمعہ کے دن ہم آکر خطبہ سنیں، اللہ تعالی کی خاص نعمت ہم پر ہے ورنہ اس وقت کتنے ہی مسلمان اور کتنے ہی غیر مسلم دنیا میں موجود ہیں جن کے پاس یا تو وقت نہیں یا توفیق نہیں کہ یہ کام کریں اور ان پر غفلت چھائی ہوئی ہے یا کچھ مجبور بھی ہیں ورنہ اکثریت کو پتہ ہی نہیں کہ ان کا رب ان سے کیا چاہتا ہے؟ ایسے وقت پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی ہے تو پھر ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

تعارف اسلام کی خاطر ہمیں منصوبہ بند طریقہ سے کام کرنا چاہیے، ہمارا منصوبہ دور اندیشی پر مشتمل ہونا چاہیے، ہمیں اس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے کہ ہمارا کوئی بھی فیصلہ ہمارے مستقبل کے لیے نقصاندہ ثابت نہ ہو۔

1: سب سے پہلے ہم مسلمانوں میں تعارف اسلام کے فریضہ سے متعلق آگاہی پیدا کریں، اس فریضہ کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کریں۔

2 : تعارف اسلام کی خاطر ہر ممکن تعلیمی ذریعہ استعمال کریں۔ لیکن زبردستی جائز نہیں

3: دین کے کسی بھی علمی مسئلہ میں قرآن وحدیث اور محقق و معتبر اور سلفی علماء سے رجوع کریں تاکہ کسی بھی مسئلہ میں غلط رہنمائی کی وجہ سے ہمارا یا امتِ مسلمہ کا نقصان نہ ہو۔

4: جدید وسائل و ٹیکنالوجی سے متعلق صحیح موقف جاننے اور دوسروں تک یہ باتیں پہنچانے کی فکر کریں، جدید وسائل و

ٹیکنالوجی کا صحیح استعمال ہماری کارکردگی میں دگنا اضافہ کا باعث اور موثر ذریعہ ثابت ہو گا۔

5: تاریخ کا صحیح طریقہ سے مطالعہ کریں اور اس سے عبرت و موعظت حاصل کرنے کی کوشش کریں تاکہ ماضی میں جو لغزشیں ہو چکی ہیں وہ دوبارہ نہ دہرائی جائیں۔

6: زمانہ حاضر کے احوال و کوائف پر گہری نظر رکھی جائے تاکہ حال کے تقاضوں کو پورا کیا جاسکے کیونکہ زمانے کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ وسائل اور تقاضوں میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔

آج کا دور بھی میڈیا اور ٹیکنالوجی کا دور ہے، اڈورڈ سیڈ said Edward (book : the orientalism) نے کہا کہ 1800 سے لے کر 1950 تک اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ساٹھ ہزار 60,000 کتابیں لکھی گئیں، چونکہ مسلمان پرنٹنگ پریس اور انگلش سے دور تھے اس لیے

دشمنوں کو پورا موقع مل گیا کہ وہ سالوں سال یورپ وامریکہ کے لوگوں کی اس بات کے لیے ذہن سازی کر سکیں کہ اسلام انسانیت کے لیے خطرہ ہے Islam is the threat for humanity اور یہ دہشت گرد مذہب ہے، اس طریقہ سے سارے خطہ میں نفرت پھیل گئی، جس کا صاف منظر ہم آج دیکھ رہے ہیں، ہم میڈیا ٹیکنالوجی اور پرنٹ ٹیکنالوجی میں نہ آگے ہیں اور نہ بڑھ رہے ہیں۔

ابن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ آج کے دور میں کیا اسلام کے تعارف کے لیے ٹیلیویژن کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ شیخ نے فتوی دیا کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر ہم اس جانب آگے نہیں بڑھیں گے تو اہل باطل اس رُخ سے غلبہ پا کر معصوم مسلمانوں کی غلط ذہن سازی کریں گے، اسی لیے میری خواہش ہے کہ حق پرست اس جانب بھی آگے بڑھیں اور اس میڈیا ٹیکنالوجی کو بھی ہاتھ میں لیں۔ اللہ تعالی شیخ بن باز

رحمہ اللہ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔(فتاوی هيئة الكبار)

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے مطلق تحریم کے فتوے سے رجوع کرتے ہوئے کہا اور یہ "آداب الزفاف" صفحہ نمبر 194 میں مرقوم ہے کہ اسلام کے تعارف اور اس کی تعلیم کے لیے تصویر کا استعمال کرنا ضروری ہے، آج کے دور میں یہ جائز ہی نہیں بلکہ واجب بھی ہے کہ مسلمان ان چیزوں کو قبول کریں تاکہ باطل کا مقابلہ کر سکیں اور اسلام کی سچی تعلیمات ان کے سامنے پیش کر سکیں۔

آج کے دور میں جو انٹرنیٹ ہے وہ بہت ہی وسیع ہے، ٹیلیویژن کا اپنا ایک دائرہ ہوتا ہے اس سے آگے وہ نہیں بڑھ سکتے، لیکن انٹرنیٹ کا بے حد وسیع دائرہ ہے، آپ اس کے ذریعہ سے ساری دنیا سے مخاطب ہو سکتے ہیں اور ساری دنیا سے ربط میں آسکتے ہیں۔ آج دنیا میں 7 بلین آبادی ہے اور اس

آبادی میں ہر تین میں سے ایک فرد انٹرنیٹ استعمال کر رہا ہے۔ اور جو Android ٹیکنالوجی ہے اس کے استعمال کرنے والے 78٪ فیصد ہیں ۔ اور آئی فون iphone استعمال کرنے والے 18٪ فیصد ہیں۔ بلیک بیری Black berry کے 2٪ فیصد ہیں۔[3] اگر ہم اس ٹیکنالوجی کے آلات آج استعمال نہیں کریں گے تو ہمارے بچوں کے ہاتھوں میں جو فون اور Gadgets ہیں وہ ان کا غلط استعمال کریں گے، فلم ڈرامے وغیرہ دیکھیں گے واہیات اور لغویات میں اپنا وقت ضائع کریں گے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ان وسائل کو علماء کی نگرانی میں اور صحیح فہم سلف کی روشنی میں استعمال کرنے کی ہم فکر کریں۔

---

[3] 2016 کا خطبہ ہے لہذا شماریات اس سال تک کے ہیں
لیکن کتابی شکل میں 2025 میں یہ شماریات پڑھ کا غلط فہمی نہ ہو

ہمیشہ آپ کے لیے کُھلا ہوا ہے۔

آنے والے دس سال تک انٹرنیٹ پر کوئی پابندی نہیں ہے، اس سے پہلے کہ وہ دَور آئے جب کہ ہر علاقہ کے اعتبار سے نیٹ کو محصور کر دیا جائے جیسا کہ آج کل ہم سِم کارڈس بدلتے ہیں اسی طرح انٹرنیٹ کو محصور کرنے سے پہلے ہم آگے بڑھیں اور اس پیغام کو ساری دنیا تک پہونچادیں کیونکہ دس سال تک انٹرنیٹ محصور کرنے کا کوئی چانس (موقع) نہیں ہے۔ اس فیلڈ کے ماہر بتلارہے ہیں کہ اگلے دس سال تک ایسا کرنا ناممکن ہے۔ الحمدللہ!

آخر میں اللہ تعالیٰ سے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی مجھے اور آپ سب کو جو اسلام دین فطرت ہے اور ہر فرد کی اور ساری انسانیت کی ضرورت ہے اسے ہر ایک تک پہونچانے والا بنائے اور اسلام کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ

کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے طریقہ پر صحیح سمجھنے والا بنائے، آمین۔

اسلام مخالف بعض میڈیا کے اسلام پر دس مشہور اعتراضات اور ان کے جوابات

نفرت بھرے سوالات کے پیار بھرے علمی واکاڈیمک جوابات

عناصرِ خطبہ

حمد وصلاۃ

تمہید

اسلام مخالف بعض میڈیا کے اسلام پر دس مشہور اعتراضات

پہلا اعتراض اسلام امنِ عالم کے لیے خطرہ ہے

دوسرا اعتراض اسلام یعنی قرآن وحدیث پر غیر مسلم کیوں یقین کرے؟

تیسرا اعتراض محمد صلی اللہ علیہ وسلم دہشت گرد پیغمبر ہیں ؟ نعوذ باللہ

چوتھا اعتراض مسلمان سود کے کیوں مخالف ہیں ؟

پانچواں اعتراض اسلام تعلیم کا مخالف ہے ؟

چھٹا اعتراض مسلمان ہندوستان کے لیے وفادار نہیں ہو سکتا ؟

ساتواں اعتراض سلاٹرینگ سسٹم مسلمان کیوں قبول نہیں کرتے ؟

آٹھواں اعتراض مسلمان سور کے گوشت اور شراب کا کیوں استعمال نہیں کرتے ؟

نواں اعتراض پردہ خواتین کی آزادی کے خلاف ہے

دسواں اعتراض مسلمان دوسروں کو اپنے مذہب کی دعوت کیوں دیتے ہیں ؟

تمام اعتراضات کے پرامن جوابات

الحمدلله رب العالمين، والصلوة والسلام على رسوله الكريم، وعلى اله وأصحابه أجمين، أما بعد! فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم ،بسم الله الرحمن الرحيم.

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَاءِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ﴿٣٢﴾
المائدة

میڈیا دورِ جدید کا عالمی سٹیج ہے، حکومتیں ہو یا نجی ادارے، پرائیویٹ کمپنیز ہوں یا اشخاص وافراد سبھی اس جدید وسیلہ ابلاغ پر تکیہ کرتے ہیں، میڈیا خواہ وہ پرنٹ میڈیا ہو یا

الیکٹرانک میڈیا، اس کی رسائی گھر گھر تک ہے، بلکہ آج کے ترقی یافتہ دور میں اطلاعات کی رسائی کے لیے فنگر ٹپس کی چند تھپتھپاہٹ کافی ہیں، میڈیا کی پہنچ اور طاقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج کے دور میں کامیاب قوم وہ ہے جس کا میڈیا پر قبضہ ہے یا جسے میڈیا کے استعمال کا طریقہ آتا ہے۔

یہ ایک امر واقع ہے کہ تقریبا تمام میڈیا پر خواہ عالمی ہو یا قومی، بعض اوقات اسلام مخالف کا قبضہ ہے، اس لیے اسلام اور مسلمان کی جیسی چاہے ویسی تصویر کشی کرنا ان کے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، اور عموماً بعض استثناءات کو چھوڑ کر سارا میڈیا تعصب اور جانبداری کا شکار ہے، یہی وجہ ہے کہ میڈیا کا طبقہ اسلام مخالف پروپیگنڈوں میں پیش پیش رہتا ہے، انہی میں سے کچھ مشہور اعتراضات کا تذکرہ یہاں مقصود ہے، اور ساتھ ہی ان اعتراضات کا جواب بھی آئندہ سطور میں قارئین ان شاء اللہ ملاحظہ کریں گے۔

ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے کہ چونکہ میڈیا کے بعض گوشے مسلمانوں کو ٹارگیٹ بناتے ہیں، قرآن مجید، صحیح احادیث، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو غلط انداز میں پیش کرتے ہیں اور مختلف اقوال و احادیث Out of context ذکر کر کے غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اسی لیے ہم صرف بعض (اسلام مخالف) میڈیا کے خلاف ہیں، ہر میڈیا کے خلاف نہیں ہیں، کیونکہ جو مائیک میں استعمال کَر رہاہوں یہ بھی ایک میڈیاہے، میں اسے اچھے کام کے لیے استعمال کَر رہا ہوں، میں اسے امن کے لیے استعمال کَر رہاہوں، میں دہشت گردی کا ذہن بدلنے کے لیے کام کَر رہا ہوں، یہ آڈیٹوریم بھی تو ایک میڈیا ہے ہم سب یہاں پر جمع ہوئے ہیں کیونکہ ہم امن پسندی کا ثبوت دے رہے ہیں اور ہماراذہن دہشت گردی کے خلاف ہے، لہذا ہر

میڈیا کے ہم خلاف نہیں ہیں، میڈیا کے بعض گوشے سچائی کے لیے بھی کام کرتے ہیں جیسے آسک اسلام پیڈیا بھی دن بہ دن بڑھنے والا ایک میڈیا ہے جو گھر گھر تک پہنچنے کی تیاری کر رہا ہے، ہم اس میڈیا کا استعمال سچائی اور اچھائی کے لیے کر سکتے ہیں، الحمد اللہ!۔

چنانچہ ہم میڈیا کے ہر گوشہ کے خلاف نہیں ہیں، میڈیا کے بعض وہ گوشے جو اسلام اور مسلمانوں کو ناحق ٹارچر کرتے ہیں، قرآن و سنت کی تعلیمات کو Out of context لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں ہم ان کے خلاف ہیں۔

اسلام مخالف بعض میڈیا کے اسلام پر دس مشہور اعتراضات:

پہلا اعتراض اسلام امنِ عالم کے لیے خطرہ ہے: کیا اسلام دنیا کے لیے اور اس کے امن کے لیے دن بہ دن خطرہ تو نہیں بن

رہاہے؟ کیسے آپ جواب دیں گے کہ اسلام دنیا کے لیے اور اس کے امن کے لیے خطرہ نہیں بن رہا ہے؟

<u>دوسرا اعتراض اسلام یعنی قرآن و حدیث پر غیر مسلم کیوں یقین کرے ؟ :</u> یہ سوال مجھ سے قطر میں کیا گیا تھا، جب Non Muslim سے میرا interaction ہوا کہ آپ مسلمان اللہ سبحانہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ قرآن اُس اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور ہم تو غیر مسلم ہیں ہم نہ آیت مانتے ہیں نہ ہم حدیث مانتے ہیں، بغیر کسی آیت اور بغیر کسی حدیث کا سہارا لیے تم کیسے ثابت کر سکتے ہو کہ اللہ موجود ہے اور اُس نے یہ قرآن مجید بھیجا ہے؟ بغیر کسی آیت اور بغیر کسی حدیث کے scientifically آپ کیسے یہ بات پروف کَر سکتے ہیں؟

تیسرا اعتراض محمد صلی اللہ علیہ وسلم دہشت گرد پیغمبر ہیں نعوذ باللہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کارٹونس بنائے جارہے ہیں، 2005 میں جِلّن پوسٹن[4] کے ذریعہ سے کارٹون بنائے گئے۔ اور ماضی قریب میں انوسنس آف مسلمس (Innocence of Muslims) نامی ایک فلم نکالی گئی اس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹارگیٹ کیا گیا ہے۔ تقریباً 30 کے قریب Movies بنائی گئی ہیں اور کئی کارٹونس بنائے گئے ہیں، 250 میگزین اور اخباروں نے نعوذ باللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کارٹون میں ایسے پیش کیا گویا محمد صلی اللہ علیہ وسلم Messenger of peace نہیں بلکہ Messenger of

[4] In September 2005, the Danish newspaper Jyllands-Posten published 12 editorial cartoons

terrorism تھے۔ ہم مسلمان کیسے ثابت کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لیے امن پسندی کا ذریعہ ہیں؟

آج میڈیا کے بعض گوشوں چند دہشت گرد جماعتوں کو اسلام سے جوڑ کر Identify کیا ہے کہ یہ جو دہشت گرد گروپ پیدا ہوئے ہیں یہ بھی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو Quote کرتے ہیں اور دہشت گردی کے کچھ واقعات چند مسلم گروپس کی طرف منسوب کَر کے پوچھا جاتا ہے کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی وجہ سے یہ terrorism کے واقعات پیش آرہے ہیں؟

چوتھا اعتراض مسلمان سود کے کیوں مخالف ہیں؟: مسلمان (Illogical) کام کرتے ہیں جیسے جب وہ گھر دیتے ہیں تو کرایہ لیتے ہیں یا جب وہ گاڑی دیتے ہیں تو اس کا کرایہ لیتے ہیں

لیکن جب کسی کو بطور قرض پیسے دیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اس کے بدلہ میں کرایہ نہیں لینا چاہیے، یہ سود ہے یا انٹرسٹ ہے یہ تو Illogical ہے۔ آپ مسلمان کیوں کہتے ہیں کہ انٹرسٹ حرام ہے اور سودی کاروبار غلط ہے؟ سودی کاروبار کی وجہ سے تو دنیا میں ترقی ہو رہی ہے اور آپ مسلمان کہہ رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے؟

یہ سوال مجھ سے ملیشیاء میں کیا گیا تھا؟ جب بھی میرا Interaction غیر ملکی لوگوں سے ہوتا ہے تو میں یہ سارے سوالات جمع کرتے رہتا ہوں تاکہ اس کے جوابات تیار کر سکوں، پھر اپنے لوگوں کو اس کے جوابات سکھاؤں تاکہ پھر یہ مسلمان جہاں جہاں پر بھی جائیں، جیسے کالج یا آفس وغیرہ اور اگر اُن سے وہاں سوال کیا جائے تو وہ ڈپریشن میں نہ چلیں جائیں بلکہ وہ اتنے مضبوط ہو جائیں اور ان میں اتنا اعتماد ہو کہ ان شاء اللہ نہ صرف خود کو وہ ان سوالوں کے غلط اثرات سے

بچائیں بلکہ سوال کرنے والوں کو بھی اسلام کی طرف بُلا سکیں۔ نفرت بھرے سوالوں کے پیار بھرے جوابات میں آپ کے سامنے پیش کروں گا، ان شاء اللہ!۔

پانچواں اعتراض اسلام تعلیم کا مخالف ہے: مسلمان ایجوکیشن میں کیوں پیچھے ہیں؟ سچر کمیٹی کی رپورٹ نے مسلمانوں کی پول کھول کر رکھ دی ہے، اس کا مطلب اگر یہ نہیں ہے کہ اسلام تعلیم کی طرف نہیں ابھارتا ہے، یہ اسلام ایجوکیشن پر نہیں ابھارتا ہے یا ڈولپمنٹ کی طرف نہیں ابھارتا ہے، تو آخر وجہ کیا ہے کہ مسلمان ایجوکیشن میں پیچھے ہو رہے ہیں۔

چھٹا اعتراض مسلمان ہندوستان کے لیے وفادار نہیں ہو سکتا:

مسلمان اس ہندوستان کے لیے کبھی وفادار نہیں ہو سکتے یہ تو غدار ہیں، یہ مسلمان تو بے چین نظر آتے ہیں کہ وہ ادھر پیدا

ہو گئے۔ کیسے تم ثابت کر سکتے ہو کہ مسلمان ہندوستان کے لیے وفاداری کا کام کَرتے ہیں؟

یہ وہ سوالات ہیں جو شکل بدل سکتے ہیں، جن کے الفاظ بدل سکتے ہیں اور جن کے پیرائے بدل سکتے ہیں لیکن میڈیا میں کئی بار آپ کو یہ سوالات نظر آتے رہیں گے۔

ساتواں اعتراض مسلمان Slaughtering System کیوں قبول نہیں کرتے ؟

: مغربی ممالک میں رہنے والے سائنسدانوں نے بڑی ریسرچ کرنے کے بعد ایک Slaughtering سسٹم اپنایا ہے، مسلمان اس سسٹم کو کیوں نہیں Adopt کر لیتے؟ مسلمان یہ پُرانا سسٹم کیوں فالو کَر رہے ہیں؟ کیا مسلمان گائے کھائے بغیر سچے اور پکے مسلمان نہیں بن سکتے؟

آٹھواں اعتراض مسلمان سور کے گوشت اور شراب کا استعمال کیوں نہیں کرتے؟: آج کے دور کا کلچر ہے کہ شراب پیئیں اور بلا تفریق حلال و حرام Pork کھائیں، مسلمان یہاں پر بھی آجاتے ہیں اور آکر کہتے ہیں کہ ہم شراب نہیں پیئیں گے اور Pork نہیں کھائیں گے۔ آخر کلچرل چیزوں کو مسلمان Adopt کیوں نہیں کرلیتے؟۔

نواں اعتراض- پردہ خواتین کی آزادی کے خلاف ہے: کیوں مسلمان اپنی خواتین کو پردہ کے پیچھے رکھنا پسند کرتے ہیں؟ یہ حجاب کا نظام کلچرل ڈیفرینس پیدا کرتا ہے، مسلمانوں کا یہ پردہ سسٹم ہی ہے جس کی وجہ سے ساری دنیا میں ایک کلچر نہیں بَن پارہاہے اور عورتوں پر ظلم ہورہاہے، اس ظلم کو مٹانے کے لیے حکومتیں کوشش کَر رہی ہیں تاکہ مسلمانوں کے سسٹم سے عورتوں کو نجات دِلاسکے، نعوذباللہ!۔

دسواں: مسلمان دوسروں کو اپنے مذہب کی دعوت کیوں دیتے ہیں ؟: مسلمان ہمیشہ کلمہ پڑھانے کے چکّر میں کیوں رہتے ہیں؟ کیوں دوسروں کو اسلام بتلانے کی کوشش کرتے ہیں؟ کیوں دوسروں کی پرسنل لائف میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ مسلمان اپنی زندگی میں بزِی بھی رہ سکتے ہیں۔

اگر کچھ نوجوان بچے مندر صاف کرتے ہیں تو کیوں بعض علمائے اکرام انہیں مندر صاف کرنے سے روکتے ہیں؟ آخر وجہ کیا ہے؟

یہ فی الوقت کے سلگتے موضوعات ہیں جو الفاظ بدل سکتے ہیں اور انداز بدل سکتے ہیں لیکن کسی نہ کسی شکل میں ہمارے نوجوانوں کے پاس جب یہ مسائل آتے ہیں تب

ہمارے نوجوان محسوس کرتے ہیں کہ ہم اس کا جواب نہیں دے پارہے ہیں، کیااب ردِ عمل میں آکر کوئی ایسا کام کریں جو اسلام پسند نہیں کرتا؟

علم کی طاقت کے ذریعہ سے ان شاء اللہ ہم بہت کچھ کام کر سکتے ہیں، ہم اکیڈمک لیول پر جوابات دے کر بھی بہت سارا دینی کام کر سکتے ہیں، ہمیں غصہ میں آکر آپے سے باہر ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اکیڈمک لیول میں بڑا دم ہوتا ہے، اس میں بھی بڑا پاور ہوتا ہے، ہم لکچرس کے ذریعہ سے بھی مسلمانوں پر ہونے والے اٹیک (حملے) کا آگے بڑھ کر جواب دے سکتے ہیں، ہم پر امن طریقے سے ان اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے ماحول کو سدھارنے کی کوشش کر سکتے ہیں، ان شاء اللہ!۔

پہلا جواب: کیا اسلام دنیا کے لیے Threat بن چکا ہے؟ کیا اسلام دنیا کے امن کے لیے خطرہ بن چکا ہے؟

اس پہلو سے پہلا نقطہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، امن کے لیے سب سے بڑا خطرہ دہشت گردی ہے۔ سورہ مائدہ آیت نمبر 32 میں اللہ سبحانہ تعالی نے فرمایا: " مِنْ اَجْلِ ذٰلِک کتَبْنَا عَلٰي بَنِي اِسْرَآءِيلَ اَنَّه مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكاَنَّمَآ اَحْيا النَّاسَ جَمِيعًا "
ترجمہ: اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچا لے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا اور ان کے پاس ہمارے بہت سے رسول ظاہر

دلیلیں لے کر آئے لیکن پھر اس کے بعد بھی ان میں کے اکثر لوگ زمین میں ظلم وزیادتی اور زبر دستی کرنے والے ہی رہے"۔

دہشت گرد کا ڈیفنیشن کیا ہے؟ یو۔ایس آرمی ڈپارٹمنٹ کے آفیشیل ویب سائٹ کے مطابق اس کی 107 تعریفیں بتلائی گئی ہیں، مطلب یہ نِکلا کہ دہشت گردی کی کوئی ایک متفق تعریف اور ڈیفینشن ابھی تک موجود نہیں ہے، لیکن سارے ڈیفنیشن کا خلاصہ اور ایک کامن پوائنٹ یہ ہے کہ کسی بھی معصوم کو ناحق مار دینا دہشت گردی ہے۔ اگر ٹرریزم کا یہی اصل ڈیفنیشن ہے تو اسلام میں یہ ڈیفنیشن چودہ سوسال پہلے دے دیا گیا ہے،(سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32)۔

ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں آپ کو ٹی۔وی پر دیکھتا ہوں، آپ حدیث کے حوالے دیتے ہیں اور آیتوں کے حوالے دیتے ہیں، اس لیے مجھے بڑی خواہش ہوتی

ہے کہ میں بھی ایک حوالہ یاد کروں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: " بلغوا عني ولو آيةً " (صحيح البخاري 3461) "تم میری باتیں دوسروں تک پہونچاؤ اگرچہ ایک بات ہی کیوں نہ ہو"۔ لہذا میں بھی آیت کی تبلیغ کرنا چاہتا ہوں، آپ مجھے ایک آیت بتلایئے جس کی میں تبلیغ کرتا رہوں، میں نے کہا: " بھائی! کیا آپ پڑھے لکھے ہو؟ اس آدمی نے کہا: " ارشد بھائی! میں کبھی اسکول میں داخلہ ہی نہیں لیا" میں نے کہا: " میں آپ کو حوالہ کیسے یاد کراؤں؟ " ایک آدمی ہے جو اسکول میں داخلہ ہی نہیں لیا لیکن خواہش یہ ہے کہ اسلام پر اعتراضات کا جواب دینا چاہتا ہے، خواہش دیکھئے ماشاء اللہ! کتنی اونچی سوچ ہے ایک نوجوان کی، میں نے کہا: " بھائی! کوشش کرتا ہوں کہ آپ کو ایک حوالہ یاد کراؤں، سورۃ المائدۃ یعنی میدہ کی روٹی جو استعمال ہوتی ہے اس سے یاد رکھ لو سورۃ المائدۃ اور انڈیا میں جو روٹی

بنتی ہے وہ گول روٹی ہوتی ہے، عربی زبان میں پانچ کیسا ہوتا ہے ذرا گول لکھا جاتا ہے، سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 / ۵ اور کتنے دانتوں سے کھاتے ہو؟ 32 سے آیت نمبر 32 ایسا کر کے یاد کَر لو!، اس آدمی کو میں نے یاد کروادیا۔

اس واقعہ کے تقریباً تین یا چار سال کے بعد میری اس سے ملاقات ہوئی، اس نے کہا کہ ایک بار آپ نے مجھے ایک حوالہ یاد کرایا تھا، جی ہاں! میں لوہے کا کاروبار کرتا ہوں اور اسکراپ کا کاروبار کرتا ہوں، جتنے بھی سیٹھ ہیں نا! وہ بہت سارے غیر مسلم ہیں اور میں اپنے سیٹھ کے پاس جاتا ہوں تو وہ کہتے ہیں: " تمہارے لوگ (مسلمان) ایسا اور ایسا کرتے ہیں " اس وقت میں فوراً یہ آیت سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32 پڑھ دیتا ہوں اور یہ آیت جب میں پڑھ کر بتلاتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ " اسلام تو صحیح ہے بھائی! لیکن وہ غلط کر رہا ہو گا " میں پھر اس کی وضاحت بھی کر دیتا ہوں کہ اگر ایک مسلمان شراب

پیتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسلام میں شراب حلال ہے، اگر ایک مسلمان چوری کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسلام میں چوری حلال ہے، اگر کوئی مسلمان کہیں پر کسی معصوم کو مار دیتا ہے تو یہ اس کا اپنا عمل ہے اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، یہ پیغام میں ہر جگہ پھیلا رہا ہوں، الحمد للہ!۔ میں نے کہا: "بھائی! آپ تو پڑھے لکھے نہیں ہیں پھر بھی ابھی تک حوالہ کیسے یاد رکھے ہیں؟" اس آدمی نے کہا" جب بھی میں صبح کے وقت برش کرتا ہوں تو خود کے میں دانت دیکھتا ہوں اور مجھے وہ حوالہ یاد آجاتا ہے"۔

مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی حوالہ یاد ہو گیا ہو گا، حوالہ یہ ہے سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32۔

اگر کوئی کہتا ہے 2+2 کیا ہو تا ہے؟ تو غصہ میں آکر 5 یا غصہ میں آکر میں 2+2=6 نہیں کہہ سکتا، اگر کوئی دہشت گردی کرتے ہوئے کسی مسلمان بھائی کو مار دیتا ہے تو اس کا بھائی غصہ

میں آکر اس آدمی کے بھائی کو تو نہیں مار سکتا، 2+2 = 5 بھی غلط 2+2 =6 بھی غلط ہے، اسلام کیا کہتا ہے اگر کوئی آدمی کہتا ہے 6 = 2+2 غلط ہے تو ردِ عمل میں غصہ میں آکر دوسرا شخص کہتا ہے میں 2+2 = 5 کہتا ہوں، اسلام کہتا ہے تم بھی غلط، اسلام کہتا ہے تم بھی غلط، اسلام حق کا اور انصاف کا ساتھ دیتا ہے۔ 2+2 =4 ہی ہو گا۔

چوری چوری ہے چاہے مسلمان کرے یا غیر مسلم کرے، دہشت گردی غلط ہے چاہے مسلمان کرے چاہے غیر مسلم کرے، مسلم کرتا ہے تو بھی غلط ہے اور اگر غیر مسلم کرتا ہے تو بھی غلط ہے، اسلام دہشت گردی سے پاک ہے۔ صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: " من قتل مُعاهَدًا لم يَرَحْ رائحةَ الجنَّةِ" (صحيح البخاري: 3166) " جس کسی نے بھی کسی معاہد کا قتل کر دیا وہ جنت کی خوشبو تک بھی محسوس نہیں کر پائے گا"۔

Clear ہے، کہاں ہے دہشت گردی؟ There is no room of terrorism کے لیے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

ہندوستان کے ساتھ تمام لوگ اگریمنٹ کیے ہوئے ہیں، ہندوستان کیا ہے؟ ہندوستان Place of agreement ہے، یہاں پر ہندو، مسلم ، سکھ، عیسائی آپس میں معاہدہ کر کے رہیں گے۔ یہ ہندوستان کے پریمبل میں لکھا ہوا ہے، یہ ہندوستان کے قانون کے مقدمہ میں لکھا ہوا ہے، ہمارے کانسٹی ٹیوشن کے شروع میں لکھا ہوا ہے کہ ملک کسی کا نہیں ہے یہ سب کا آپس میں agreement کردہ ملک ہے، یہ Place of hinduism یا Place of christianism نہیں ہے بلکہ Place of agreement ہے، یہاں پر سب کو مساوی طور پر حقوق ملیں گے۔

اب ایسے ملک میں خون کی حفاظت کی بات کون کر رہے ہیں؟
1445 سال پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں کہ جو کوئی بھی معاہدہ کیے ہوئے کسی بھی معصوم کو مثلاً اگر کوئی بازار میں نکلتے ہیں تو کسی عورت کو، کسی بچہ کو یا کسی معصوم انسان کو مار دیتے ہیں تو اسلام اس سے بَری ہے، کوئی اگر قانون اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو اسلام اس سے بَری ہے، کوئی بھی کسی معصوم کو مار دیتا ہے تو اسلام اس سے بَری ہے، یہ اس آدمی کا Personal decision ہے۔لہذا مطالبہ کیا جائے کہ جس نے بھی ایسا کیا ہے اسے اس کی سزا ملنی چاہیے، اس کی وجہ سے دوسرے مسلمان یا کسی بھی غیر مسلم کو harass نہیں کیا جانا چاہیے، اسلام کا تصور بہت ہی Clear ہے۔

اسلام کی جب یہ تعلیمات ہیں تو یہ اسلام ساری دنیا کے لیے خطرہ کیسے بن سکتا ہے؟ اس اسلام کی وجہ سے کیا فائدہ ہوا ہے

آپ جانتے ہیں۔ اگر آپ روڈ پر دیکھ رہے ہیں کسی کا Accident ہو گیا اور وہ ہندو ہے، بٹو لگا یا ہوا ہے، تڑپ رہا ہے، خون اس کے جسم سے نکل رہا ہے، ایسے وقت پر میں فوراً کیا کروں گا؟ ان شاء اللہ جلد سے جلد کوشش کروں گا کہ اسے ہاسپٹل پہنچاؤں، اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ کیوں بھائی! کوئی آدمی ہندو ہو سکتا ہے آپ اس کی کیسے مدد کر سکتے ہیں حالانکہ وہ آپ کے دھرم کا ماننے والا نہیں ہے؟ تو میں کہوں گا سورۃ المائدۃ سورہ نمبر 5 آیت نمبر 32 ایک معصوم کی جان بچانے سے سارے انسانوں کی جان بچانے کے برابر ثواب لکھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ مجھے یہ نیک کام کرنے کی Opportunity دے رہے ہیں، ایک عام آدمی اور ایک سویلین ہندوستان میں رہنے والا Accident کی وجہ سے تڑپ رہا ہے تو میں یہ نہیں دیکھوں گا کہ وہ ہندو ہے یا کرسچن ہے یا وہ سکھ ہے،

میں یہ دیکھوں گا کہ اس کا خون بہہ رہا ہے اسے درد ہو رہا ہے، جب جسم سے خون بَہتا ہے تو مجھے بھی درد ہوتا ہے، اسی طرح اسے بھی درد ہوتا ہے، جب کسی کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اسے درد ہوتا ہے اسی طرح اگر میرا ہاتھ کاٹا جائے تو مجھے بھی درد ہوتا ہے، اس وقت میں یہ Decision لے رہا ہوں کہ میں اس ہندو بھائی کو بچاؤں گا، یہ Decision میں کیوں لے رہا ہوں؟ کیا اس وجہ سے کہ مجھے صرف ایسا خیال آتا ہے؟ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ قرآن مجید نے ہم مسلمانوں کا ذہن ایسا پروگرام کیا ہے کہ ہم ایسا کریں گے کیونکہ ہم مسلمان ہیں، اللہ سبحانہ و تعالی اور محمد صلی اللہ علیہ و سلم نے ہمیں یہ تعلیمات دی ہیں، یہ امن و سلامتی کی باتیں قرآن مجید اور حدیثِ صحیح میں ہم پڑھتے ہیں اور خطبہ جمعہ میں بھی ہم یہ ساری باتیں سنتے ہیں، اس وجہ سے ہم مسلمان دنیا کی سب سے امن پسند قوم ہیں۔

آج کا بعض میڈیا ہمارے متعلق جو بھی بتلائے لیکن مسلمان دنیا کی سب سے زیادہ امن پسند قوم ہے۔ ایک مثال دیتا ہوں بات سمجھ میں آجائے گی، بیسوی صدی میں سب سے بڑا Terrorism کا واقعہ جو پیش آیا آپ جانتے ہیں جس کو Guinness book of world record میں درج کیا گیا، یہ تاریخ کا سب سے بڑا دہشت گردی کا واقعہ ہے، یہ واقعہ کیا ہے؟ First world war اور Second world war اس میں مرنے والوں کی تعداد 7 کروڑ ہے، 7 لاکھ نہیں 7 کروڑ ہے اور کتنے ملکوں نے مل کر یہ war لڑی تھی؟ 109 ممالک نے یہ جنگ لڑی تھی، اس میں دو ملک مسلمانوں کے تھے باقی 107 ممالک سارے غیر مسلموں کے تھے یعنی کرسچن، کرسچنیٹی کے ماننے والے لوگ تھے اور دو مسلم ملک جو تھے وہ اردن اور ترکی تھے، انہیں بھی یہ کام پسند نہیں تھا علماء کہتے تھے کہ ایسے کاموں میں شریک نہیں ہونا

چاہیے لیکن چونکہ زبردستی تھی اس لیے اس میں شریک ہونا پڑا تھا۔ تاریخ میں باقاعدہ لکھا ہوا ہے کہ اس میں کوئی رول مسلمانوں کا ہے ہی نہیں، وہ جو 107 ممالک تھے انہوں نے اپنا Actively participate مکمل بتلایا ہے، اس میں 7 کروڑ معصوم مارے گئے، یوروپ اور امریکہ کے سارے لوگ بُری طرح متاثر ہوگئے۔ آپ تعجب کریں گے کہ 1945 میں یہ Second world war ختم ہوئی ہے۔

mathematics میں فارمولا ایک ہے تو نتیجہ بھی ایک ہی آتا ہے، لیکن یہاں فارمولہ ایک ہے اور نتیجہ الگ الگ ہے۔ پوری جنگ کرسچنیٹی کے ماننے والے کر رہے ہیں لیکن نتیجہ نکل رہا ہے کہ مسلمان دہشت گرد ہیں، یہ تو الٹا ہی فارمولا ہوا، 1945 سے لے کر 2016 آگیا لیکن میڈیا کے بعض گوشے یہ بتلا رہے ہیں کہ مسلمان دہشت گردی کا رول ادا کرتے ہیں، 1945 کے ٹائم پر سارے یورپ اور امریکہ کے

لوگوں کو کرسچنیٹی کی وجہ سے First world war اور Secondworld war بھی کرنی پڑی، کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول نہ کرلیں، اس سے پہلے کہ وہ اسلام قبول کرلیں ان کا ذہن خراب کردو اور یہ بتلاؤ کہ مسلمان دہشت گرد ہو سکتے ہیں اور Thirdworld war کا سبب بن سکتے ہیں۔ ایسا کرکے لوگوں کے خوف کو استعمال کیا گیا اور چونکہ اس وقت مسلمانوں کے ہاتھ میں میڈیا نہیں تھا اس لیے مسلمان ٹارگیٹ بن گئے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ میڈیا کی اہم جگھوں پر ہم مسلمانوں کو کام کرنا چاہیے، کس نے آپ کو روکا ہے کہ آپ اپنا ویب سائٹ نہ بنائیں؟ کس نے آپ کو روکا ہے کہ آپ کا انگلش اخبار نہیں ہونا چاہیے؟ کس نے آپ کو روکا ہے کہ آپ باقاعدہ اسکول کا سسٹم نہ چلائیں؟ جیسے ایس۔ایس۔سی

ہے، سی۔بی۔ایس۔ای [5] ہے، ایسے ہی باقاعدہ مسلمان اپنا نصاب تیار کر سکتے ہیں، کس نے آپ کو روکا ہے؟ یہ ہماری سستی ہے کہ ہم دیکھتے چلے جارہے ہیں کہ اسلام پر اٹیک پر اٹیک ہورہا ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ کالج میں اس بچہ کو ٹارگیٹ بنایا جاتا ہے جو سب سے زیادہ کمزور ہوتا ہے، آج مسلمان ساری دنیا میں میڈیا کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے اس کمزور بچے کی طرح ہو چکے ہیں، میڈیا کے بعض گوشے آسانی کے ساتھ مسلمانوں کو دہشت گرد قوم بلکہ اسلام کو ہی دہشت گردی کا مذہب بتلانے کے لیے کامیاب کیوں ہورہے ہیں؟ کیونکہ ہم اپنا رول ادا نہیں کَر رہے ہیں۔

---

[5] ایس ایس سی (SSC) اور سی بی ایس ای (CBSE) بھارت میں دو مختلف تعلیمی بورڈز ہیں جو طلباء کی تعلیم اور امتحانات کا انتظام کرتے ہیں۔

دوسرا جواب : ایک پروفیسر صاحب نے سوال کیا، آپ مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہی اس قرآن مجید کو آسمانوں سے نازل کیا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح صحیح احادیث سے کی ہے تو آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن اور صحیح حدیث اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، آپ یہ باتیں کیسے مان لیتے ہیں؟ Scientifically آپ یہ کیسے Prove کر سکتے ہیں؟

میں نے ان پروفیسر صاحب سے کہا: " done I am ready آئی ایم ریڈی " میں کوئی آیت اور حدیث استعمال کرے بغیر سائنس کے جو فارمولے ہیں، سائنس کا جو سسٹم ہے اور سائنس کی جو تھیوریس ہیں انہیں بنیادوں پر ان شاء اللہ آپ کے سامنے حقائق ثابت کر کے بتلاؤں گا، میں نے شروعات کی کہ " سر! کیا آپ نیوٹن کی تھیوری کو مانتے ہیں یا

نہیں؟" اس نے کہا: "ہاں میں مانتا ہوں" نیوٹن کی تھیوری کیا ہے؟ نیوٹن کی تھیوری کا نام ہے "کانسپٹ آف انفرنس" انفرنس کا مطلب ہوتا ہے جاننے والی چیز کے ذریعہ سے نہ جاننے والی چیز کو معلوم کر لینا، اسی کو انفر کرنا نتیجہ نکالنا کہتے ہیں، اگر یہ ہے تو یہ بھی ہو گا۔ جیسے سیب درخت سے ٹوٹ کر اوپر نہیں جارہا ہے بلکہ سیب نیچے گر رہا ہے، اس کا مطلب یہ نِکلا کہ زمین میں گراویٹی ہے۔ کیا آپ نے کبھی گراویٹی کو دیکھا ہے؟" نہیں! میں نے نہیں دیکھا ہے" پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ گراویٹی موجود ہے؟ لیکن گرتے ہوے سیب سے آپ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ زمین کے اندر قوت کشش ہے جو ہر اوپر سے گرنے والی چیز کو اپنی جانب کھینچتی ہے, بالکل اسی طرح اگر آپ قرآن مجید کو اپنی تحقیقی نظروں سے دیکھیں گے تو وہ سب کچھ جو پردہ غیب میں ہے، ان پر یقین کرنے لگ جائیں گے۔

نہایت سادہ سا سوال ہے کہ اس کتاب کا Author کون ہے ،لے آیئے، اس کا آتھر ڈھونڈ کر لایئے! اگر آپ کہتے ہیں کہ اس کے آتھر، مصنف، مولف اور لکھنے والے اور یجنٹر اپنی طرف سے دینے والے محمد صلی اللہ علیہ و سلم ہیں، تو اس کا جواب ہو گا کہ انسائیکلوپیڈ ابریٹنکا کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک اُمّی تھے، اُمّی کا مطلب ہے جن کو دیکھ کر پڑھنا نہیں آتا ہے، جن کو لکھنا نہیں آتا ہے، اور ماڈرن ایجو کیشنل سسٹم کے مطابق 1492 سے پہلے کا دور مؤرخین کے نزدیک تاریک دور Dark ages کہلاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یوروپ اس وقت تک علم وارتقاء کی روشنی سے محروم جہالت اور پسماندگی کی تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا تھا، اس تاریک دور سے قریباً پانچ سو سال پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے، ایک صحرائی خطے میں جہاں علم و تحقیق چشمے سراب کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن قرآن مجید میں 1000 سے

زائد ایسی آیتیں ہیں جن میں بیان کی ہوئی باتوں سے متعلق آج کے مارڈن سائنسدان کہہ رہے ہیں کہ ہم نے یہ آج ڈیسکور[discover] کیاہے۔

آخر چودہ سال پرانی کتاب میں اس دور جدید کی باتیں کیسے آگئیں؟ یہ الفاظ کہنے والا شخص ویلین کیتھ مورے ہے جس کا نام Embryology کے سبجکیٹ میں ریفرنس کے طور پر لیا جاتا ہے، اس سبجیکٹ پر ویلیم کیتھ مورے اپنی کتاب میں سورۃ المؤمنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 13 پڑھنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس میں ایک جنین (رحم مادر میں موجود بچے) کی نشو نما کے مراحل کو کس قدر وضاحت اور خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا گیا:

اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے بنایا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " ثُمَّ جَعَلْنٰه نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ " سورۃ

المؤمنون: 13" پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا"۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: " ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا " سورة المؤمنون: 14" پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا"۔

یہ جو 17 سٹیجس آف ایمبریو stages of embryo ہے، جب رحم مادر میں بچہ ڈیولپ develop ہوتا ہے تو اسے کہتے ہیں " ڈولپمنٹ آف ایمبریو development of embryo"، یہ جو نالج knowledge ہے یہ جس طریقہ سے بانٹا گیا ہے، اسے ہم مہینوں کے حساب سے بانٹ رہے

تھے تو ہم غلطی کر رہے تھے، لیکن قرآن مجید پڑھنے سے ہمیں صحیح تقسیم سمجھ میں آتی ہے، اس تقسیم کو صحیح مسلم میں بھی بتلایا گیا ہے کہ 40 دن نطفہ 40دن، علقہ اور 40دن مضغۃ کی تقسیم ہے، یہ ایک Perfect study ہے۔

اس کے بعد ولیم کیتھمورے کہتا ہے کہ صحرا میں رہنے والا، ڈارک ایجس کا ایک اُمی انسان جس کے پاس کوئی اسباب و ذرائع تھے نہ جدید آلات، پھر بھی اس نے یہ سب کچھ کیسے پتہ لگالیا؟ ان باتوں کو اس وقت ہی اتنی باریکی کے ساتھ کیسے پیش کیا گیا؟ آج ہم اتنے ایڈوانسڈ دور میں مائیکرو لیول کے Gadgets رکھتے ہوئے بھی اتنی آسانی سے ڈیفائن نہیں کر پا رہے ہیں؟ اس کا مطلب یہ نِکلا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے یہ قرآن مجید نہیں لکھا ہے بلکہ اس رحم مادر کو پیدا کرنے والے اور اس رحم مادر کے اندر کے جنین کے خالق

اللہ نے اس کتاب کو نازل کیا ہے، ایک سِمپل لاجک simple logicہے۔

آخرکار مجھ سے سوال کرنے والے پروفیسر نے اعتراف کرلیا کہ:"میں ماننے کے لیے تیار ہوں، یہ ساری باتیں انسان نہیں لکھ سکتا بلکہ پیدا کرنے والے ہی نے اس کتاب کو نازل کیا ہو گا۔ اگر غور و فکر کرنے والے اس سمپل اور سادی سی تھیوری کو ہی فالو کرلیں تو وہ خالق کی معرفت کا سراغ پالیں گے۔

ایک جرمنی کا Ocean diver ہے اس نے اسلام قبول کیا، لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اسلام کیوں قبول کیا؟ ساری دنیا میں مسلمانوں کو بدنام کیا جارہا ہے اور تم کلمہ پڑھ رہے ہو؟ ایسے کئی لوگ ہیں جو کلمہ پڑھ رہے ہیں، لوگوں نے ان سے پوچھا تم کلمہ کیوں پڑھ رہے ہو؟ اس آدمی نے کہا:"میں

نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی ہے، سورہ نور کی آیت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: " اِذَآ اَخْرَجَ یَدَہ لَمْ یَکَدْ یَرٰئھَا " سورة النور: 40، "جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی قریب ہے کہ نہ دیکھ سکے" اللہ سبحانہ تعالیٰ سمندر کا نقشہ کھینچ رہے ہیں کہ سمندر کے اندر گہرائی میں اتنا اندھیرا ہوتا ہے کہ آدمی اپنا ہاتھ دیکھنا چاہے تو اس کو اپنا ہاتھ نظر نہیں آتا۔ اس منظر کا نقشہ سمندر کی گہرائیوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، ڈائیور کہتے ہیں کہ اگر میں سمندر کی گہرائیوں میں اترنے والا اگر اس چیز کو بیان کروں تو بات قابلِ فہم ہے۔ میں نے مسلمانوں سے پوچھا کہ کیا آپ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم سمندروں میں غوطہ لگاتے تھے؟ مسلمانوں نے کہا:" سر! کیسی بات کر رہے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ و سلم تو ریگستانی علاقے کے تھے، جہاں پانی کے قطرے قطرے کو لوگ ترستے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے کبھی بھی سمندر کے اندر غوطہ زنی

نہیں کی۔ جس آدمی نے سمندر کے اندر غوطہ زنی نہیں کی ایک ڈیزرٹ میں رہتے ہوئے جہاں پر پانی کا تصور بھی مشکل سے پایا جاتا ہے وہ آدمی اتنا واضح نقشہ کھینچ رہا ہے، اس کا مطلب یہ نِکلا کہ محمد صلی اللہ علیہ و سلم نے اس قرآن مجید کو نہیں لکھا بلکہ اس سمندروں کی گہرائیوں کو پیدا کرنے والے نے ہی یہ کتاب نازل کی ہوگی، سِمپل لاجیک ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ" سورة الملک:14، "کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو". یہ جو ساری کائنات ہے وہ Work of Allah ہے، اور یہ جو قرآن مجید ہے وہ Word of Allah ہے، اللہ کی تخلیق اور اس کی اپنی لفظی توضیح میں تضاد کیسے ممکن ہے؟

تیسرا جواب: *بعض دشمنانِ اسلام کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون ہم اس لیے بناتے ہیں کیونکہ ان کی تعلیمات کی وجہ سے terrorism پیدا ہو رہا ہے، اس وجہ سے ہم نے ان کے 250 اخباروں میں کارٹونس شائع کیے ہیں اور فلمیں بھی بنا رہے ہیں۔*

اس کا جواب یہ ہے کہ:

1۔ آپ کو کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا صحیح علم نہیں ہے

2۔ یا آپ کی معلومات کے ذرائع صحیح نہیں ہیں

3۔ ایسا بھی عین ممکن ہے کہ آپ جو کچھ اس حوالے سے پڑھ رہے ہیں وہ درحقیقت Out of context ہے۔

ان تینوں میں سے کوئی ایک وجہ بھی آپ کی غلط فہمی کا سبب ہو سکتی ہے۔

ممبئ میں ایک پروگرام میں میرا اور سوامی آچاریہ شنکر درمیان علمی ڈائیلاگ تھا سینکڑوں کا مجمع تھا اس میں سوامی نے اعتراف کیا تھا: " جس وقت میں نے قرآنِ مجید کا براہِ راست مطالعہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کا صحیح طریقے سے مطالعہ کیا تھا اس وقت میں نے ایک کتاب لکھی تھی "اسلام آتنگ "یعنی اسلام آتنگ واد سکھلاتا ہے، لیکن بعد میں جب میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پڑھی تو میں نے اس فریم کو رکھ کر قرآن مجید پڑھا، تب مجھے Context سمجھ میں آیا کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ میں پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو قرآن مجید سے جوڑ کر نہیں پڑھا تھا، اور جب میں نے صحیح طریقے پر مطالعہ کیا تو میری پہلی کتاب کو میں نے خود رد کر دیا اور ایک نئ کتاب لکھی اس کتاب کا نام اسلام آدرش ہے۔ اور سب

کے سامنے اعتراف کیا کہ دراصل آپ ﷺ نے دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے جنگیں لڑیں تھیں

سوامی شنکر اچاریہ دراصل ایسے پہلے آدمی نہیں ہیں، تاریخ میں ایسے کئی لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پہلے کچھ کہہ دیا تھا، کچھ سن لیا تھا اور کچھ سمجھ لیا تھا لیکن جب حقیقت آشنا ہوے تو تاریخ گواہ ہے کہ ہر قبیلے اور ہر طبقے کے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے   پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف اگر کوئی پیش کرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف کے میدان میں جو واقعہ پیش آیا اسے ضرور بیان کرنا چاہیے۔ ایک مستشرق کہتا

ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی خوبی کا اظہار کیا ہے کہ میں دشمنی کرتے کرتے اب دشمنی سے رُک چکا ہوں، لوگوں نے پوچھا کہ تم نے وہ کیا خوبی دیکھی جس کے بعد تم دشمنی کرنے سے رُک گئے، اس نے کہا کہ جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پڑھ رہا تھا تو مجھے پتہ چلا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنے سے زیادہ دوسروں کا خیال رکھتے۔

طائف کے میدان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا جاتا ہے، خون نکل جاتا ہے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پوچھتی ہیں " اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ پر احد کے دن سے بھی زیادہ کوئی تکلیف دہ دن آیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں: "ہاں ہاں! طائف کے میدان میں مجھے احد سے بھی زیادہ تکلیف ہوئی، طائف کے میدان میں جب میرے جسم سے خون بہہ رہا تھا یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچنے تک میں غنودگی اور بیہوشی کے عالم میں تھا،

دراصل مجھے بے حد مارا گیا تھا۔ ایسے وقت پر ایک فرشتہ آکر کہتا ہے: " إن شئتَ أن أُطبقَ عليهم الأخشبَينِ ؟ " اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ چاہیں تو یہ جو دو پہاڑ ہیں ان دو پہاڑوں کے درمیان اس قوم کو ہم کچل دیں گے پھر یہ قوم پوری طریقہ سے ملیامیٹ ہو جائے گی؟" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سنئے! خود کا تو خون بہہ گیا ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند نہیں ہے کہ پتھر مارنے والوں کا خون بہہ جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سے زیادہ سامنے والے کا خیال کیا، کہا کہ نہیں! " بل أرجو أن يخرجَ اللهُ من أصلابهم من يعبد اللهَ وحده، لا يشركُ به شيئًا " بلکہ مجھے اب بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر یہ نہیں تو شاید کہ ان کی آنے والی نسلوں میں سے ایسوں کو پیدا فرمائیں گے جو ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس

کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کریں گے"۔ (صحیح بخاری: 3231)

یہ مسلمان نہیں ہیں لیکن ان کے بعد آنے والی نسل ہو سکتا ہے کہ توحید قائم کرے، ان کی آنے والی نسل ہو سکتا ہے کہ شرک سے بچ جائے۔

کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بھی واقعہ سن لے گا تو وہ یہ نہیں کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ! دہشت گرد تھے۔ یہ ہم نہیں بتلا رہے ہیں آپ یقین کیجئے! یہ غیروں کے اعترافات ہیں۔

"انو سینس آف مسلمس innocence of muslims"

جو فلم بنائی گئی وہ صرف 12 منٹ کی ہے، جس پر ملین ڈالر خرچ کر دئے گئے۔ آپ بھی کہئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ڈیفنس

defense میں ہم بھی اپنا پیسہ لگائیں گے، کیا ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے؟ کروڑپتی مسلمانوں میں بھی ہیں، اگر مسلمانوں میں بھی مال والے ہیں تو پھر ٹائمس آف انڈیا اور دکن کرانیکل یہ بڑے بڑے جو اخبارات ہیں ان اخبارات کو مسلم اور غیر مسلم سب پڑھتے ہیں اس کا بلاک لیجئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں طائف کا واقعہ اور جنگ احد کا واقعہ وغیرہ لکھ کر شائع کیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے معاف کر رہے ہیں؟ کیسے ہمدردی کا معاملہ کر رہے ہیں؟ یہ سارے واقعات غیر مسلم کو پڑھنے کا موقع دیجئے، ان شاء اللہ! وہ وقت دور نہیں ہے مسلم تو مسلم غیر مسلم بھی گواہی دیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے ہی دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے، آپ اس طریقہ سے پیسہ لگایئے ان شاء اللہ! اس طرح کی گواہی بار بار ملے گی۔

باطل پرست محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور امیج ڈارک کرنے کے لیے ملین ڈالر لگاتے ہیں، میگزین خریدتے ہیں، کیا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈیفنس میں اپنا پیسہ نہیں لگا سکتے؟ آسک اسلام پیڈیا کے ذریعہ 6 لاکھ روپئے ادا کریں گے تو صرف ایک لنگویج میں اسلام سے متعلق بہت سارا ضروری مواد تیار ہو سکتا ہے، ان شاء اللہ!، مراٹھی آسک اسلام پیڈیا مراٹھی میں آرہا ہے، آپ تعجب کریں گے کہ ہم پیسہ دے دے کر کام کرواتے ہیں کہ بھائی! ٹرانسلیشن کرو ٹرانسلیشن کرو، عالموں سے کہتے ہیں چیک (تصحیح) کرو۔

مہاراشٹرا میں ایک ڈاکٹر خاتون ہے جس نے کہا کہ میں فری میں ٹرانسلیشن کر کے دوں گی، اس کے بعد ہم علماء سے چیک کروا رہے ہیں۔ ہم تلنگانہ میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ہم فکر کر رہے ہیں کہ مراٹھی میں آسک اسلام پیڈیا آنا چاہیے، الحمد للہ!۔

ہندوستان کی مشہور 15 زبانوں میں آسک اسلام پیڈیا کام کر رہا ہے، مقصد کیا ہے تاکہ غیر مسلم بھی اسلام سے متعلق اپنی اپنی زبان میں کچھ معلومات حاصل کر سکیں، اگر ان تک اسلام کا صحیح تعارف پہنچے گا تو فائدہ کیا ہو گا؟ ان کے ذہنوں سے غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی، جس ملک میں مسلم، ہندو، کرسچن اور سکھ وغیرہ سب مل کر رہتے ہیں وہاں پر غلط فہمیاں رہنا اچھی چیز نہیں ہے، غلط فہمیوں سے کیا ہوتا ہے؟ فساد کا ماحول بنتا ہے، اس سے کیا ہوتا ہے؟ دہشت گردی کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ ہم مسلمان یہاں جمع ہو کر کوشش کر رہے ہیں کہ غلط فہمیوں کو دور کریں، غلط فہمیوں کو دور کرنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ملک سے دہشت گردی اور فساد کا ماحول ختم ہوتا ہے گویا کہ ہم اکیڈمک لیول پر بھی بہت بڑا Contribution کر سکتے ہیں، پولیس ڈپارٹمنٹ بھی اپنے طور پر اور اپنے طریقہ سے دہشت گردی دور کرے گا

لیکن ہم مسلمان بھی اکیڈمک لیول academic level پر دہشت گردی ختم کرنے کے لیے بہت کچھ کام کرسکتے ہیں۔ یہ جو لنگویجس languages کا پاور ہے اس پاور میں اسلام کیا ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ و سلم کون ہیں؟ قرآن مجید کیا ہے؟ اچھے سے اچھے انداز میں خصوصا سائنس فارمیٹ میں یہ سارا تعارف دیں گے تو ان شاء اللہ! بہت بڑا کام ہو سکتا ہے۔

چوتھا جواب: مسلمان انٹرسٹ کے بارے میں مخالف رائے کیوں رکھتے ہیں؟ وجہ کیا ہے؟ انٹرسٹ میں بُرا کیا ہے؟ اگر سامنے والا آدمی رضامندی سے دے رہا ہے تو اس میں آپ کو پرابلم کیا ہے؟ سامنے والا آدمی اگر خوشی سے دے رہا ہے وہ دینے کے لیے ریڈی (راضی) ہے اور بینک والا دے رہا ہے تو اس میں پرابلم کی بات کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ سامنے والا راضی ہو کر دے دے یا میں راضی ہو کر لے لوں یہ مسئلہ صرف یہیں تک نہیں ہے بلکہ اس لین دین کی وجہ سے دنیا میں کیا نقصان ہو رہا ہے اس کا بھی آپ کو اندازہ ہونا چاہیے۔

سود کی وجہ سے کیا نقصانات ہوتے ہیں؟ سود کی وجہ سے یہ نقصان ہوتا ہے کہ ساری دنیا میں فی الوقت آپ دیکھیں گے کہ 2008 میں ریسیشن شروع ہوا ، مندی شروع ہوئی، معاشی بھونچال ، اقتصادی بحران آیا، inflation اور کریڈٹ کرنچ ہو گیا، اس ریسیشن کا آخر نتیجہ یہ نکلا کہ دس سیکنڈ میں ہائی لیول کی جابس (نوکریاں) چلی گئیں، بڑے بڑے مینیجر تھے بڑے بڑے سی۔او تھے جب کمپنی ہی بند ہو گئی تو کہاں کا سی۔او اور کہاں کا مینیجر؟ بڑے بڑے بزنس مین جنھوں نے قرضے لے کر کمپنیاں شروع کی تھیں، جب ان کے چیکس باؤنس ہو گئے تو سارا کاروبار بند ہو گیا، آج بھی

بہت سارے لوگ دبئ، یو۔اے۔ای میں سلاخوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، کئ غائب ہو چکے ہیں، کئ لوگ پریشان ہیں، مطلب کیا ہے؟ جب ہم 2008 کے statics دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کے پانچ بڑے reasons (اسباب ووجوہات) بتلائے گئے ہیں the hindu paper میں: (1) انٹرسٹ interest (2) bubbling of money۔ moneyvirtual کو پہلا سبب بتلایا ہے، جس کی وجہ یہ تھی کہ بینک دیوالیہ ہو گئے، بڑے بڑے لیمن برادرس یا پھر اے۔جی اور دنیا کے بڑے بڑے بینک کیوں گِر گئے؟ کیوں بیانک دیوالیہ ہو گئے؟ کیوں ایسا نقصان آیا؟ کیوں بینک رپسی ہو گئ؟ کیوں کریڈیٹ کرنچ آیا؟ کیوں کرنچ آیا؟ اور ایسا کیوں ہوا کیونکہ مال کہیں پر بھی نہیں گیا تھا، مال چند لوگوں کی مُٹھیوں میں رہ گیا تھا اور باقی کی جیبوں سے غائب ہو گیا تھا، اسی کو کہتے ہیں ایکو میلیشن آف منی، مس مینجمنٹ آف منی۔

اور سی۔ آئی۔ اے فیاکٹ بک کیا ہے؟ دنیا کا ایک اتھنٹیک ادارہ ہے جو اسٹیٹکٹیس دیتا ہے، سی۔ آئی۔ اے کا جی۔ڈی۔پی ہر ملک کا ایک جی۔ڈی۔پی گریڈ ہوتا ہے۔

اسے آپ کلکولیٹ بھی کر سکتے ہیں، میں ہماری ٹیم کو لے کر بیٹھا تو تقریباً 2 راتیں لگ گئی، پھر ہم نے اسے مکمل جمع کیا، ساری دنیا میں آفیشیل کرنسی کتنی ہوگی؟ اس وقت میں نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ ساری دنیا کی آبادی لگ بھگ 7 بلین پار کر رہی ہے، اور 65.61 ٹریلین ڈالر یعنی روپیس نہیں ، بلین نہیں بلکہ ٹریلین ڈالر تھے، اس وقت اس میں کا ٹو تھرڈ 2/3 پیسہ کتنے لوگوں کے ہاتھ میں تھا؟ یہ پیسہ 50 فیصد لوگوں کے ہاتھ میں بھی نہیں تھا، 40 فیصد لوگوں کے ہاتھ میں بھی نہیں تھا، 30 فیصد کے ہاتھ میں بھی نہیں تھا بلکہ 0.15 فیصد کے ہاتھ میں 2 تھرڈ کرنسی رکھی ہوئی تھی، ون تھرڈ 1/3 کرنسی میں ہم تمام اس وقت لائف گزار رہے تھے، یعنی 99.85

فیصد لوگ 3/1 ون تھرڈ میں لائف گزار رہے تھے، اسے کہتے ہیں ایکو ملیشین آف منی، مال صرف کچھ لوگوں میں جمع ہو جاتا ہے، یہ سود کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اسے میس۔ مینجمنٹ کہتے ہیں۔

سورہ حشر سورہ نمبر 59 آیت نمبر 7 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: " كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ " " تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے"۔

سسٹم ایسے مت بناؤ کہ مال جا کر سُکڑ کے کچھ لوگوں کے ہاتھ میں رہ جائے اور باقی دنیا تکتی رہ جائے، ایسا سسٹم نہیں بنانا چاہیے۔

سود کی وجہ سے کیا نقصان ہوتا ہے؟ امیر امیر ہوتا چلا جاتا ہے، غریب غریب ہوتا چلا جاتا ہے، جیمس رابٹسن نے اپنی کتاب beyond dependency culture صفحہ نمبر 114 پر

لکھا ہے کہ اس سودی سسٹم سے امیر امیر ہوتا چلا جاتا ہے اور غریب غریب ہوتا چلا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم مسلمان ہندوستان کو بہت چاہتے ہیں، اسی وجہ سے ہندوستان میں دن بدن جو لون قرضہ بڑھتا چلا جارہا ہے اس سے نجات کے لیے ہم اسلامک بینکنگ یعنی اسلامک فینانس سسٹم لانا چاہتے ہیں صحیح طریقہ سے اور آدھا پونا نہیں بلکہ مکمل لانا چاہتے ہیں کیونکہ ہم ہندوستان کے مسلمان ہندوستان کو بہت چاہتے ہیں۔ آپ 2008 کی آر۔بی۔آئی ریزرو بینک آف انڈیا کے STATISTICS کا مطالعہ کریں جو آج بھی نیٹ پر پڑی ہوئی ہے، اس میں لکھا ہوا ہے کہ ہندوستان نے فارن سورسس سے جو قرضہ لیا تھا وہ 201.4 بلین ڈالر ہے، ملین نہیں بلکہ 201.4 بلین ڈالر قرض ہے، اس پر ہندوستان کو کتنا سود دینا باقی ہے؟ 16 بلین ڈالر، کب سود دیں گے؟ اور کب لون ادا کریں گے؟

آفریقہ کے ملکوں نے جو قرضہ لیا تھا اس میں سے ایک ڈالر پر ان کو آج 7 ڈالر زیادہ دینا ہے۔ کب سود دیں گے اور کب اصل ادا کریں گے؟

اسی وجہ سے جواہر لعل نہرو صاحب نے ایک ٹرمانلوجی قائم کی تھی یعنی تھرڈ ورلڈ کنٹری، تھرڈ ورلڈ کا مطلب کیا ہے؟ ایک ہوتا ہے اڈوانس کنٹری ، ایک ہوتا ہے GROWING COUNTRY، تیسرا ہوتا ہے تھرڈ ورلڈ کنٹری، تھرڈ ورلڈ کنٹری کا مطلب یہ ہے کہ جو سود کی وجہ سے ترقی نہیں کر سکتے انہیں تھرڈ ورلڈ کنٹری کہا جاتا ہے، ایسے ممالک ایک یا دو نہیں بلکہ 155 کنٹریس ہیں، تھرڈ ورلڈ کنٹری کے لیول میں 155 کنٹریس کے لوگ پریشان ہیں۔

آج اتنا بڑا نقصان ہے آپ کہہ رہے ہیں کہ سود سے فائدہ ہے؟ صرف سود کی وجہ سے 155 کنٹریس کو آپ نے پیچھے ڈھکیل دیا ہے، پھر بھی آپ ڈیولپمنٹ کی بات کر رہے ہیں

حالانکہ بات نقصان کی ہو رہی ہے، کئی ہزار بچے صحیح دوائیں نہ مِلنے کی وجہ سے مَر رہے ہیں، پھر بھی آپ ڈیولپمنٹ کی بات کر رہے ہیں؟

بنیادی ضروریات روٹی، کپڑا اور مکان کی میں بات کر رہا ہوں۔ ہر سال ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کسان خودکشی کَر رہے ہیں، ٹرایکٹرس اور بجلی وغیرہ کے کام ہیں جس کی وجہ سے یہ کسان قرضہ لے رہے ہیں لیکن بعد میں دے نہیں پا رہے ہیں، آخر میں خودکشی کر رہے ہیں۔ یہاں پر انسان کی جان کا مسئلہ ہے، یہاں پر انسان کے لیے روٹی، کپڑا اور مکان کا مسئلہ ہے اور آپ ڈیولپمنٹ کی بات کَر رہے ہیں؟

ڈیولپمنٹ تو پیس اینڈ پراسپٹی ہے۔ ایک انسان کو ٹائم پر کھانا نہ مِلے تو پھر کِس پیس اور پراسپٹی کی بات ہو رہی ہے؟

اسلام میں کیا سسٹم ہے؟ یہاں سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 کی آیت نمبر 276 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " یَمۡحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرۡبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیۡمٍ " "اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا".

زکوٰۃ کا جو سسٹم ہے اگر وہ زمینوں سے ریلیٹڈ ہو اور بارش سے مدد لی جاتی ہو تو 10 فیصد زکوٰۃ دی جائے گی اور اگر بارش نہیں ہوئی بیچارہ کسان پائپ کے ذریعہ سے محنت کرے تو اس پر پانچ فیصد زکوٰۃ دی جائے گی، اگر وہ سونے چاندی سے ریلیٹیڈ ہو تو 2.5 ۔

آیئے! ذرا اس سسٹم کو فالو کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جو 0.15 کے ہاتھ میں پیسہ ہے وہ ٹو تھرڈ $2/3^{rd}$ کرنسی ہے، اسلام سب کے لیے ہے ساری دنیا کے لیے ہے، ساری دنیا والے اگر تصور کریں کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو

ظاہر سی بات ہے کہ صدقہ چاریٹی کا سسٹم سب پر لاگو ہو گا، اگر اس مال میں کا 10 فیصد بھی خوشی سے اللہ سبحانہ وتعالی کی راہ میں لگا دیں یعنی چاریٹی اگر دے دیں تو 155 کنٹریس کا جو قرضہ ہے جو سود ہے سب ادا ہو جائے گا، اگر صرف جنزل چاریٹی کی بات کریں گے اور اگر یہ اپنے مال میں کا 10 فیصد نہیں کم از کم ۵ فیصد بھی دیتے ہیں تو 133 کنٹریس کا قرضہ مع سود سب ادا ہو جائے گا، لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں! ہم صرف ڈھائی فیصد جو زکوۃ ضروری ہے وہی دیں گے اس سے زیادہ نہیں دیں گے تو بھی دنیا میں جتنے بھی بھوکے سُو رہے ہیں ان کے لیے کھانا اور دَوا سب نصیب ہو جائے گا لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایسا ہم ہر گز بھی نہیں کریں گے۔

میری ساری زکوٰۃ اور میری ساری چاریٹی دنیا اور دنیا والوں کی خیر و بھلائی کے لیے ہے، ہم مسلمان اتنا اچھا بیلینس سسٹم

رکھ رہے ہیں لیکن اس بیلینس سسٹم کو ساری دنیا کے سامنے پیش نہیں کر رہے ہیں، اس وجہ سے سامنے والے غلط فہمی میں مبتلا ہو کر کہہ رہے ہیں کہ ہم مسلمان عجیب بات کَر رہے ہیں۔ ہم عجیب نہیں بلکہ بہت ہی لوجیکل بات کَر رہے ہیں، ہم بہت ہی اسٹاٹسٹیکل ڈاٹا کے ساتھ بات کَر رہے ہیں، ہم پورے پروف اور پرفیکٹ کلیریٹی کے ساتھ بات کَر رہے ہیں، (الحمد للہ)۔

ہم ڈولپمینٹ کی بات کَر رہے ہیں اور ڈولپمینٹ میں سود کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے۔ for example مثال کے طور پر کوئی اپنا مال بزنس میں لگاتا ہے تو اس پیسہ لگانے والے کو کیا ڈر ستاتا ہے؟ پیسہ لگانے والے کو یہ ڈَر ہوتا ہے کہ پتہ نہیں بزنس میں پرافٹ (فائدہ) آئے گا یا لاس (نقصان) آئے گا؟ یہ ڈر ہمیشہ لگا ہوا رہتا ہے۔ اگر کوئی آدمی رائٹ کمپنی کھولا ہے تو پیسہ لگانے والا سوچے گا کہ فائدہ آئے گا یا نقصان ہو گا؟ لیکن اگر

یہ ڈر و خوف پیسہ لگانے والے کو بتلایا جائے گا تو وہ یہ کہے گا کہ No ، اس لیے اس سے کہا جاتا ہے کہ بزنس میں پیسہ کیوں ڈال رہے ہو؟ قرضہ کے طور پر دے دو! وہ چاہے بزنس ہو یا کچھ بھی ہو تم کو تو قرضہ کے ساتھ سود آجائے گا۔ اگر یہی تصور ہر شخص میں پیدا ہو جائے گا اور ایک بار انسان کو یہ سود کھانے کی عادت لگ جائے گی تو کیا وہ انسان سود کے بغیر رِسک لینے کے لیے تیار ہو گا؟ نہیں! یہ انسان کبھی بھی رِسک لینے کے لیے تیار نہیں ہو گا۔ اگر وہ رِسک لینے کے لیے تیار نہیں ہو گا تو بڑی بڑی کمپنیوں کے لیے فینانس کہاں سے آئے گا؟ اگر وہ رِسک لینے کے لیے تیار نہیں ہو گا تو بڑے بڑے جو برتج بن رہے ہیں اس کے پیچھے پیسہ کون لگائے گا؟ اگر پوری مینٹالیٹی سود کی ہی ہو جائے گی تو اس میں رِسک لینے کی طاقت اور وہ سوچ کہاں سے پیدا ہو گی؟

بزنس میں ڈولپمنٹ ہوتا ہے اور سود میں ڈولپمنٹ نہیں ہوتا کیونکہ پیسے کو اگر آپ کرایہ کے طور پر استعمال کریں گے تو پیسہ ڈی۔ویلو ہو جاتا ہے۔یہ تمام باتیں ہم دینی علماء پڑھی لکھی عوام کو کیا بتلائیں؟ ہم سے زیادہ ہوشیار اور چالاک تو تم ہو۔ تمہیں کو چاہیے تھا کہ تم ہی ہمیں یہ ساری باتیں بتلاتے لیکن اسلام کہتا ہے: " كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ " (سورة آل عمران : 110)، " تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو"۔ ہم مسلمان دنیا اور دنیا والوں کو فائدہ دینے کے لیے آئے ہیں، کسی کو دہشت گردی سے پریشان کرنے کے لیے نہیں آئے ہیں (الحمدللہ)۔

پانچواں جواب: مسلمان ایجوکیشن میں کیوں پیچھے ہیں؟ اس کا مطلب یہ نِکلا کہ اسلام ایجوکیشن کو پرموٹ نہیں کرتا اس لیے مسلمان ایجوکیشن میں پیچھے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ مسلمانوں کی بات کرتے ہیں تو پھر ہندوستان کی بات مت کیجئے! میں آپ کو دوسرے ملکوں کے statics بتلاتا ہوں کیونکہ مسلمان صرف ہندوستان میں نہیں رہتے بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی رہتے ہیں، ہاں! اگر آپ کہتے ہیں کہ فلاں جگہ کیوں ایسا ہوا؟ تو اس کے کچھ ریزن ہوں گے، جیسے مسلمان وہاں اس ایک خاص ملک میں نہیں پڑھ رہے ہوں گے۔ مسلمان اور اسلام کو اگر آپ جوڑ کر بات کر رہے ہیں تو آیئے میں آپ کو سعودی عرب کے statics سناتا ہوں۔ ہندوستان کی تعلیمی شرح 74 فیصد ہے

اس سے بڑھ کر نہیں ہے۔ سعودی عرب کا تعلیمی ریٹ دیکھیے
جو کہ 94 فیصد ہے الحمد للہ!

جب ہم سب نے اگریمنٹ کیا ہے تو کیوں نہ عملی طور پر بھی مسلم، ہندو اور باقی سب آپس میں مِل کر ڈیولپمنٹ کی بات کریں؟ دنیاوی اعتبار سے اچھائی کرنے سے اسلام نہیں روکتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں: " عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧﴾ لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٨﴾ "(سورہ ممتحنہ:7-8) "

کیا عجب کہ عنقریب ہی اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کر دے۔ اللہ کو سب قدرتیں ہیں اور اللہ (بڑا) غفور رحیم ہے، جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں

لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔ دنیاوی اعتبار سے تمام لوگوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھو اسلام تمہیں نہیں روکتا ہے۔

سورہ لقمان آیت نمبر 14-15 میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: " وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ- وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا- "ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم

سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے، اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا"۔

مطلب یہ ہے کہ ہم ایجوکیشن کے لیے ڈولپمنٹ کے لیے جمع ہو کر بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کرتے ہیں اور ایک بہترین سوسائٹی قائم کرتے ہیں۔ کون کہتا ہے کہ ہم مسلمان ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں رہتے؟ میڈیا کے بعض گوشے ہیں جو لوگوں کا ذہن اس طرح بناتے ہیں ورنہ اسلام تو تعلیم پر ابھارتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، " (سنن ابن ماجه: 224)

یہ جو سعودی عرب کی statics آپ کے سامنے رکھے گئے یہ صرف عصری تعلیم سے متعلق ہے، اور دینی تعلیم میں تو یہ 100 فیصد ہیں۔

اسلام علم کے درمیان تفریق کا قائل نہیں ہے، اسی لیے دنیاوی علم کے لیے بھی اسلام نے "علم" کا لفظ ہی استعمال کیا ہے،

ہر ایک کا ڈاکٹر یا انجینئر بننا ضروری نہیں ہے لیکن ڈاکٹرس اور انجینئرس کا ایک گروہ ہونا ضروری ہے، شیخ بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وقت کے حاکم کی یہ ذمہ داری ہے کہ اگر وہ دیکھے کہ ڈاکٹرس اور انجینئرس اتنی تعداد میں نہیں ہیں جتنی ضرورت ہے تو حاکم کا یہ فرض ہے کہ جتنے ڈاکٹرس، انجینئرس اور ہر فیلڈ کے پروفیشنل تیار کرے تاکہ ہر فیلڈ میں ضروری کام ہو سکے۔ اگر ٹائم پر ڈاکٹر نہ ملے تو ایک انسان کو ہم خودکشی

کے لیے نہیں چھوڑ سکتے اور نہ ہی بیماری میں تڑپتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں، ڈاکٹرس کی ضرورت ہمیں پڑتی ہی ہے۔

ہر ایک کا ڈاکٹر اور انجینئر بننا ضروری نہیں ہے لیکن ہر ایک کا اللہ کون ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ و سلم کون ہے؟ اور اسلام کیا ہے؟ جاننا ضروری ہے اس لیے یہ فرض عین ہے اور دنیاوی تعلیم فرض کفایہ ہے، لیکن دونوں بھی فرض ہے۔

داؤد علیہ السلام کو لوہے سے متعلق علم سکھایا گیا تھا، اس کے لیے بھی قرآن میں علم کا ورڈ آیا ہے، سورہ انبیاء:80 میں اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے: " وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ "اور ہم نے اسے تمہارے لیے لباس بنانے کی کاریگری سکھائی تاکہ لڑائی کے ضرر سے تمہارا بچاؤ ہو۔ کیا تم شکر گزار بنو گے؟"۔

سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی، اس کے لیے بھی علم ہی کا ورڈ مستعمل ہے، ہم جو شریعت کا علم حاصل

کرتے ہیں اس کے لیے بھی علم کا ورڈ استعمال کرتے ہیں،
اسلام میں کوئی Discrimination نہیں ہے۔
اسلام تعلیم کی مخالفت کرتا ہے یہ آپ نے غلط سمجھ لیا ہے
ورنہ اسلام میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔
آپ [as it is] اسلام کی صحیح اور سچی تصویر پڑھیے، قرآن
اور صحیح حدیث کی روشنی میں پڑھیے، کسی گمراہ یا بد عمل
مسلمان کو دیکھ کر اسلام کے بارے میں فیصلہ مت کیجئے۔

چھٹا جواب: بعض کہتے ہیں کہ مسلمان ہندوستان کے لیے امن
پسند نہیں بن سکتے بلکہ ان سے غداری کی بو آتی ہے، یہ
مسلمان ہندوستان کے لیے ایک امن پسند شہری بن کر نہیں
رہ سکتے، اس سرزمین پر پیدا ہو کر بھی یہ چین نظر آتے ہیں۔

بات ایسی نہیں ہے میرے بھائی! ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے چھ ارکان ہیں، اس میں سے ایک رکن ہے تقدیر پر ایمان لانا، اللہ نے میری تقدیر میں یہ لکھ دیا ہے کہ میں ہندوستان میں پیدا ہونے والا ہوں۔ اللہ نے میری تقدیر میں یہ نہیں لکھا کہ میں سعودی عرب میں پیدا ہونے والا ہوں، اللہ نے اگر میرے حق میں فیصلہ کیا ہے کہ میں ہندوستان میں پیدا ہونے والا ہوں تو میں اللہ سبحانہ و تعالی کے اس فیصلہ سے میں ناراض کیسے ہو سکتا ہوں؟ اس فیصلہ پر میں تو خوش ہوں، آپ کیا کہتے ہیں؟ حالانکہ یہ میرا دین ہے میرا دھرم ہے یہ میرا ایمان ہے اور یہ میرا عقیدہ ہے، اگر میں یہاں ہندوستان میں پیدا ہوتا ہوں تو میں اللہ سبحانہ و تعالی کے اس فیصلہ کو خوشی سے مانتا ہوں، میرے لیے یہ کوئی پرابلم کی بات ہی نہیں ہے، میرے لیے یا کسی مسلمان کے لیے بھی یہ پرابلم کی

کوئی بات ہی نہیں ہے، آپ مسلمانوں کے متعلق غلط سوچ رہے ہیں کیونکہ میڈیا کے بعض گوشوں نے ایسا بتلایا ہے۔

جب ہندوستان پر انگریز ظلم کر رہے تھے تو ان انگریزوں کو یہاں سے بھگانے، انہیں یہاں سے نکالنے اور ان کے ظلم کا خاتمہ کرنے کے لیے سب سے پہلے کس نے آواز اٹھائی؟ وہ کوئی سکھ نہیں تھا، وہ کوئی ہندو نہیں تھا اور وہ کوئی کرسچن بھی نہیں تھا بلکہ وہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تھے، جنھوں نے سب سے پہلے یہ فتویٰ دیا کہ اب وقت آگیا ہے ان ظالموں کو یہاں سے بھگایا جائے کیوں کہ ہندوستان کے ناگرِک پریشان ہو چکے ہیں۔ اس جنگ کی کس نے شروعات کی؟ اس شروعات کے کئی سالوں بعد 1947 کا سورج طلوع ہوا اور اس کے بعد یہ سارے آزادی کے واقعات پیش آئے، لہذا جب بھی ضرورت پڑی اس چمن کو خون ہم نے دیا ہے

لیکن جب بہار آئی تو کہتے ہیں کہ اب تمہارا یہاں پر کوئی بھی ذکر خیر نہیں ہے، یہ بات صحیح نہیں ہے۔

اس کا مطلب یہ نِکلا کہ آپ کو تاریخ پڑھنی چاہیے، آپ کو دور کی نہیں کم سے کم 200 سال کی تاریخ پڑھنی چاہیے، کم سے کم گیٹ وے آف انڈیا پر جو مسلمانوں کے نام لکھے ہوئے ہیں وہ پڑھ لینا چاہیے، کم سے کم تاریخ کے ان پنّوں (صفحات) کا مطالعہ کرنا چاہیے جس میں مسلمانوں کی قربانیوں کو بڑے ہی پیارے انداز میں نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ غیر مسلموں نے بھی لکھا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو آپ کے ذہن سے یہ شبہ ختم ہو جائے گا کہ مسلمان ہندوستان کے لیے امن پسند نہیں بن سکتے۔ ہمیں اللہ سبحانہ و تعالی نے یہ حکم دیا ہے، سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 کی آیت نمبر 1 میں اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا: " يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ " "اے ایمان والو! عہد و پیماں پورے کرو"۔ ہم ہندوستان میں رہتے ہوئے

اگریمنٹ کو تسلیم کر رہے ہیں، ہمارے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے اس لیے ہم یہاں ہندوستان میں عہد وپیمان کا پاس ولحاظ کر رہے ہیں۔ عہد پورا کرنا یہ ہمارے دین نے ہم کو سکھایا ہے۔ اللہ کے حکم کا ہم سارے حکموں سے زیادہ احترام کرتے ہیں، اس لیے ہم عقیدے کے طور پر مانتے ہیں کہ عہد و پیمان اور Agreement کا خیال کرنا چاہیے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و سلم وہ تھے جنہوں نے سخت سے سخت حالات میں بھی معاہدہ نہیں توڑا، جب غیر مسلموں نے صلح حدیبیہ کے اگریمنٹ میں ایسی شرطیں رکھیں جو گرچہ شریعت مخالف تو نہ تھیں مگر مسلمانوں کے لیے ناگوار تھیں ،اس کے باوجود محمد صلی اللہ علیہ و سلم نے اور ہر ایک مسلمان نے عہد و پیمان کا پاس و لحاظ رکھا تا آنکہ کفار قریش نے ہی اگریمنٹ توڑ دیا۔ ہم ایسے نبی صلی اللہ علیہ و سلم کے امتی ہیں، ہم اپنے وعدوں اور معاہدوں کی قدر کرنا جانتے ہیں بلکہ ہم یہ

عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس نے کسی بھی اگریمنٹ کیے ہوئے ایک معصوم کو مار دیا وہ جنت کی خوشبو تک بھی نہیں سونگھ سکے گا، جو قوم یہ عقیدہ رکھنے والی ہو وہ قوم ہندوستان کے معصوموں پر ظلم کیسے کر سکتی ہے؟ اگر اسلام کو پڑھیں گے تو اسلام کو صحیح طریقہ سے سمجھیں گے اور ان شاء اللہ! سارے شکوک وشبہات ختم ہو جائیں گے۔

ساتواں اور آٹھواں جواب: [slaughtering] اور ذبح کا سسٹم مغربی ممالک کے بڑے بڑے سائنٹسٹ اور مہاودیان رکھنے والے لوگوں نے کئی سالوں کی ریسرچ کے بعد بنایا ہے، اور مسلمانوں نے ابھی بھی قدیم طریقہ ذبح کو گلے سے لگا رکھا ہے، مذہب کے نام پر لاجیکل اور سائنٹفک طریقہ کار چھوڑ کر کلاسک طریقوں پر اصرار کرنا مناسب نہیں۔

آیئے! دیکھتے ہیں کہ یہ سسٹم کتنا لاجیکل اور کتنا سائنٹیفک ہے؟ jordan میں ایک ریسرچ ہوا بلکہ جس کے پاس بھی eeg ecg کی مشینیں ہوں وہ یہ ریسرچ بآسانی کر سکتا ہے۔ eeg ecg کا مطلب ہوتا ہے Electroencephalogram اور ایک electro cardio gram یہ دو بڑے بڑے سسٹم ہیں جس کے ذریعہ سے آپ نے دیکھا ہو گا کہ بہت سارے مریضوں کی حالت معلوم کرتے ہیں کہ کیا Level کا مریض ہے؟[6]

---

[6] EEG stands for "Electroencephalogram," which is a test that measures electrical activity in the brain. ECG stands for "Electrocardiogram," which records the electrical activity of the heart.

mayoclinic.org

اس ریسیرچ میں دو جانوروں کو ذبح کیا گیا ایک جانور کو اسلامی طریقہ سے ذبح کیا گیا، دوسرے جانور کو ویسٹیرن طریقہ سے ذبح کیا گیا، جب اس کے بعد گراف آئے تو سب حیرت میں رہ گئے کہ گراف میں یہ بتلایا گیا کہ مسلمان نے جس طریقہ سے ذبح کیا تھا اس ذبح کے تین سکینڈ بعد ہی یہ رپورٹ آئی کہ جو Pain تھا وہ zero level تھا، درد نہیں ہوا یعنی اتنا بھی نہیں ہوا کہ جسے مشین Catch کر سکے، اس کے تین سکینڈ کے بعد پھر بعد میں رپورٹ آئی اس میں یہ بتلایا گیا کہ جانور بہت Deep sleep میں جا چکا تھا، اس کے تین سکینڈ بعد بتلایا گیا کہ ہارٹ بیٹ ابھی بھی جاری تھی جس کا فائدہ یہ ہوا کہ جتنا خون تھا باہر نکلنا شروع ہو گیا اور صاف ہونا شروع ہو گیا۔

جب مسلمان جانور ذبح کرتے ہیں تو شہ رگ کٹ جاتی ہے اور دل سے دماغ کا تعلق ختم ہو جاتا ہے، اصل میں درد کے شعور و احساس کی ذمہ داری دل اور دماغ دونوں کے کنکشن سے ہوتی

ہے۔ مسلمان پہلے اسے ختم کر دیتے ہیں اور شہ رگ کو کاٹ دیتے ہیں۔

دوسرے اور غیر اسلامی طریقہ میں:

1۔ پہلے جانور کو خطرناک طریقہ سے شاک دیا جاتا ہے اس کے بعد اسے ذبح کیا جاتا ہے، اس سسٹم میں کیا ہوتا ہے؟ جیسے ہی جانور کو شاک دیا گیا تو Pain کا جو level تھا وہ ہائی گراف بتلایا گیا، چونکہ پہلے شاک مارا جارہا تھا اور اس وقت شہ رگ کی وجہ سے دل کا اور دماغ کا تعلق جُڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس جانور کو بہت تکلیف ہوئی، یہ پہلا پوائنٹ ہے۔

2۔ سیکنڈ پوائنٹ یہ ہے کہ جب اس دوسرے طریقہ سے جانور کو ذبح کیا گیا تو تین سیکنڈ کے بعد بتلایا گیا کہ بہت جلد اس کی ہارٹ بیٹ ختم ہو گئی جس کی وجہ سے سارا خون باہر نہیں نکل سکا، اچانک شاک جب اس جانور کو لگا تو وہ اسی وقت مر گیا اور اس کی ہارٹ بیٹ بھی رک گئی لیکن ہارٹ بیٹ جلدی

رکنے کا نقصان یہ ہوا کہ سارا خون باہر نہیں نکل سکا اور گوشت جو ہائی جین hygiene لیول پر جانا تھا نہیں گیا، گوشت اور خون جب مل جاتا ہے تو بہت جلدی اس کے اندر سے باسی بدبو آنے لگتی ہے، خون کے اندر یورک ایسیڈ uric acid پایا جاتا ہے، یورک ایسیڈ پیشاب میں بھی پایا جاتا ہے، یورک ایسیڈ تیزاب میں بھی پایا جاتا ہے، جب یہ یورک ایسیڈ پیٹ میں جاتا ہے تو انسان میں کئی بیماریاں پیدا کرتا ہے۔

ایک اورنٹلسٹ کہتا ہے کہ جب میں نے پورے گلف کا سفر کیا تو مسلمانوں میں وہ بیماریاں میں نے نہیں پائیں جو بیماریاں مجھے یورپ اور امریکہ میں نظر آئیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان بہت ہی صاف گوشت کھاتے ہیں اور یورپ و امریکہ کے لوگ یورک ایسیڈ والا گوشت کھاتے ہیں۔

یورپ اور امریکہ میں پورک کھاتے ہیں لیکن مسلمان پورک نہیں کھاتے، پورک خنزیر Pig کے اندر ستر کے قریب Worms ہوتے ہیں، جس میں Trichuris trichiura اور Taenia solium ہوتے ہیں۔

ان دونوں کے بارے میں بتلایا گیا کہ اگر اس کا اثر خون میں مل جاتا ہے تو orthotics بیماریاں لگ جاتی ہیں اور ہڈیوں میں درد شروع ہو جاتا ہے، آج امریکہ اور یورپ کے لوگ اس سے پریشان ہیں اور اسی وجہ سے اس کا اثر اگر آنکھ تک پہنچ جائے تو انسان اندھا بھی ہو سکتا ہے، اگر اس کا اثر دل تک پہنچ جائے تو اسے ہارٹ اٹیک بھی ہو سکتا ہے، اتنی ساری بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

اس مستشرق کے مطابق مسلمان بڑے ہوشیار ہیں، کونسا گوشت کھانا ہے اور کونسا نہیں وہ اس سے بھی بخوبی واقف ہیں۔ سر! ہم ہوشیار نہیں ہیں بلکہ قرآن اور سنت نے ہمیں

باخبر کیا ہے، الحمد للہ! اسلام نے ہمیں یہ سسٹم دیا ہے جو کڑوروں ملین روپے خرچ کرنے کے بعد بھی نہیں مل سکتا، اسلام نے ہمیں فری میں سب کچھ دیا ہے، اگر دنیا healthy life دیکھنا چاہتی ہے اور، good food good life، ہیلتھی فوڈ، ہیلتھی لائف چاہتی ہے تو وہ اسلام میں ہے، الحمد اللہ!۔

جہاں تک گائے کا مسئلہ ہے تو میں یہ اسٹیٹمینٹ دے رہا ہوں کہ ہم مسلمان گائے کھائے بغیر بھی ایک اچھے مسلمان بن کر رہ سکتے ہیں۔ حلال کا مطلب فرض نہیں ہے، حلال کا مطلب permission ہے، لیکن چند غیر مسلم ہندو کہتے ہیں کہ نہیں! آپ لوگ اس لیے کھاتے ہیں تاکہ ہمارا دل جلائیں۔ ہم آپ کا دل نہیں جلاتے ہندوستان میں آنے سے پہلے ہی قرآن مجید جب نازل ہوا تب ہی ہمیں اس مسئلہ میں حلال کا permission دیا گیا ہے۔ ہندوستان میں آنے کے

بعد مسلمانوں نے اسے حلال نہیں سمجھا بلکہ مسلمان پہلے ہی سے اسے حلال سمجھتے تھے۔

ہمارے گوشت کھانے کی وجہ سے اگر ہندوستان میں فساد کا ماحول بن سکتا ہے تو ہم اپنے گوشت کھانے کی قربانی دینے تیار ہیں لیکن ہندوستان میں دہشت گردی کو اور فساد کو پسند نہیں کریں گے۔ یہ بھی ہمارا ایک ایسا اخلاقی ضابطہ ہے جسے اسلام نے ہمیں سکھایا ہے، ہم گوشت کھائے بغیر بھی ایک اچھے ناگرِک بن کر رہ سکتے ہیں، ہم گوشت کھائے بغیر بھی ایک پکّے مسلمان بن کر رہ سکتے ہیں، ہم گوشت نہیں کھائیں گے تو ہمارے ایمان میں کچھ فرق نہیں آئے گا، ہمارے ایمان کا تعلق قرآن اور صحیح حدیث سے ہے، گوشت تو ایک حلال چیز ہے اس لیے ہم کھاتے ہیں، اگر آپ کو اس سے تکلیف ہوتی ہے تو ہمارے پاس بکرا ہے، ہمارے پاس بہت ساری مرغیاں ہیں اور بہت ساری چیزیں ہیں بلکہ ہم یہ سب کھائے بغیر بھی

ترکاری کھا کر بھی اچھے مسلمان رہ سکتے ہیں، کوئی پرابلم کی بات نہیں ہے، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نفرت بھرے سوالات کے پیار بھرے جوابات دینے آئے ہیں (ان شاء اللہ)۔

اس کے بعد شراب اور خمریات کا مسئلہ ہے، مسلمان دنیا کا کلچر اڈاپٹ adopt culture نہیں کرتے، الکحل آج کا کلچر ہے۔ صاحب! اس کے پیچھے بھی بڑا نقصان ہے، ہم آپ کو نقصان میں دیکھ نہیں سکتے، اس وجہ سے ہم شراب نہیں پیئیں گے اور نہ چاہیں گے کہ آپ بھی اسے استعمال کر کے نقصان اٹھائیں، بے شک ہم زبردستی تو نہیں کر سکتے لیکن ہم بطور خیر خواہی نصیحت کر سکتے ہیں اور یہ خواہش رکھتے ہیں کہ آپ بھی نہ پیئیں، کیوں؟ اس لیے کہ انسان کے دماغ میں جو

[7] inhibitory system ہوتا ہے جو انسان کو کنٹرولنگ پاور controlling power دیتا ہے، اب میں جو ٹھہر رہا ہوں تو وہ بھی ایک کنٹرول ہے، میں چلتے چلتے قدم جمع کر چلتا ہوں یہ بھی انہبریٹری سسٹم کی وجہ سے ہوتا ہے، میں چلتے چلتے لڑکھڑا کے گر رہا ہوں یا میرا ہاتھ نہیں رُک رہا ہے یا زبان کنٹرول میں نہ رہنے کی وجہ سے گالی گلوچ کر رہی ہے یا بہن اور بیوی میں فرق اگر نہیں کر رہا ہوں تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ انہبریٹری سسٹم کا loss ہو رہا ہے۔ اور اس کے پیچھے دماغ کے اندر پائے جانے والے گابا رسپٹار [8] (GABA

[7] inhibitory systems, whether at the neural or cognitive level, are fundamental for regulating activity, maintaining balance, and ensuring appropriate responses within both the brain's networks and behavior.

[8] Gamma-aminobutyric acid (GABA) receptors are integral to the central nervous system's inhibitory functions. They respond to GABA, the primary inhibitory neurotransmitter in the mature vertebrate brain. There are two main classes of GABA receptors

receptors)نامی اعصاب ہیں، جب شراب پیتے ہیں تو شراب کی وجہ سے گابا رسپٹار کو دھکا لگتا ہے نتیجہ میں یہ جب آؤٹ آف کنٹرولout of control ہوتے ہیں تو انہبریٹری سسٹم آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے انسان گاڑی نہیں چلا پاتا اور سڑکوں پر ایکسیڈنٹ ہو جاتے ہیں اور جب انسان ہوش میں آتا ہے تو وہ اپنے آپ کو جیل کے اندر یا ہاسپٹل کے بیڈ پر پاتا ہے، اسی طرح وہ اپنی بہن اور بیوی میں فرق نہیں کر پاتا ہے نعوذ باللہ!۔

اس سے متعلق رپورٹ کیا آئی ہے؟ کیا آپ لوگ جانتے ہیں؟ ٹائمز آف انڈیا کے مطابق دنیا میں ایکسیڈنٹeffected community road accident شراب کی وجہ سے ہوئے ہیں، دنیا کے کونسے کونسے religionوالوں کو شراب کی وجہ سے نقصانات ہوئے ہیں؟ سب سے کم جو نمبر آیا وہ کس کا آیا؟ وہ مسلمان کا آیا ہے،

مسلمان سڑک حادثات میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد میں بہت کم ہیں کیونکہ الحمدللہ مذہبی تعلیمات Follow کرنے کی برکت سے محفوظ ہیں۔

ابھی نائیکو کی رپورٹ آئی ہے نائیکو کا مطلب ہوتا ہے ایڈس کے خلاف کام کرنے والی کمیٹی، 2005-6-7-2008 لگاتار یہ رپورٹ آئی ہے کہ دنیا میں سب سے کم وہ قوم جو ایڈس سے متاثر ہے وہ مسلمان ہے، دیکھئے! لوگ لاکھوں اور کروڑوں روپے خرچ کر کے ایڈس کا مقابلہ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں فری میں اس برائی سے بچالیا ہے، الحمدللہ! کتنے بڑے نقصان سے ہم بچ گئے، (الحمدللہ)۔ شاعر کہتا ہے

لذتیں ختم ہو گئی امجد   لذتوں کا عذاب باقی ہے

نواں جواب: چند لوگ کہتے ہیں کہ حجاب کی وجہ سے دنیا میں لوگوں کو پرابلم ہوتا ہے، cultural disconnection پیدا ہورہاہے اور عورتیں بھی ظلم جیسا محسوس کررہی ہیں۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ تم حجاب کیوں Ban کرنا چاہتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: "ہم عورتوں کے حقوق دلانے کی بات کررہے ہیں، عورتوں پر جو ظلم ہورہاہے اس ظلم کے خاتمہ کے لیے ہم نے اسے Ban کیا ہے" جب کہ حقیقی صورتحال یہ ہے کہ ہماری اکثر (شذوذ کو چھوڑ کر) مسلم بہنوں کے لیے حجاب ایک خوشخبری ہے کہ جو حجاب کا سسٹم نافذ کیا گیا ہے۔
ساتھ میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ تم جب باہر نکلو یا سفر کرو تو تمہارے ساتھ محرم بھی ہونا چاہیے، یہ عورتوں کو ستانے کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ حجاب ایک سیمبل آف سکیورٹی symbol of security ہے، یہ آپ کی سکیورٹی کے لیے

ہے، یہ آپ کی حفاظت کے لیے ہے۔ اگر کس کو باڈی گاڈ ملتا ہے تو وہ بڑے فخر سے کہتا ہے کہ میرے آگے پیچھے بھی باڈی گاڈ دوڑتے ہیں، لیکن اگر عورتوں کے لیے ان کا محرم آگے پیچھے دوڑے تو عورتوں کو بھی فخر محسوس کرنا چاہیے کہ میرا بھی کوئی باڈی گاڈ ہے اور وہ میرا شوہر ہے یا وہ میرا بھائی ہے یا وہ میرے ابا ہیں یا وہ میرے چچا ہیں وغیرہ عورتوں کو تو فخر محسوس کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ احزاب سورہ نمبر 33 کی آیت نمبر 59 میں ارشاد فرمایا: " یاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِک وَبَنٰتِک وَنِسَآئِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ذٰلِک اَدْنٰي اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلاَ یُؤْذَیْنَ " " اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتیں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں

لٹکالیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی"۔

حجاب کا سسٹم اس لیے نہیں ہے کہ عورتوں کو تکلیف دی جائے، حجاب کا سسٹم اس لیے ہے تا کہ عورتوں کو تکلیف سے بچایا جائے، جس ملک میں حجاب کا سسٹم زیادہ ہے وہاں پر ریپ کے اور عورت کے ساتھ harassment کے کیسس کم ہیں، جس ملک میں حجاب کا سسٹم نہیں ہے وہاں پر عورت کے ریپ اور اس کے ساتھ harassment کے کیسس زیادہ ہیں۔

ٹائمز آف انڈیا 2014 کی رپورٹ بتلا رہی ہے کہ ہندوستان میں ہر آدھے گھنٹہ میں ایک ریپ کا واقعہ ہو رہا ہے، harassment کا واقعہ نہیں بلکہ ریپ کا واقعہ ہو رہا ہے۔ اگر ہم مسلمان کہتے ہیں کہ ہندوستان میں حجاب کا سسٹم اچھا ہونا چاہیے تو ہم یہاں کی عورتوں کے احترام کی بات کر رہے ہیں

اور ان کی سیکیورٹی کی بات کر رہے ہیں تاکہ نربھیا ایکٹ کے بعد لاکھوں کروڑوں روپے ہمیں استعمال کرنے کی ضرورت نہ پڑے، ہم پیسہ استعمال کیے بغیر فری کا فارمولہ دینا چاہتے ہیں، اس سے بڑھ کر ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے، کسی کو تکلیف دینا ہمارا مقصد نہیں ہے۔

فرانس میں قانون نافذ ہوا کہ چہرے کا پردہ نہیں لگانا چاہیے لیکن ایک ذہین عورت تھی اس نے اپنے چہرہ پر گرین میڈیکل ماسک لگا لِیا اور اس کے شوہر نے بھی لگا لِیا، اب مخالف لوگ کیا بولتے؟ اس عورت نے کہا کہ کچھ لوگوں سے ہمیں allergic ہے جو ہمیں گھور کر دیکھتے ہیں ان سے بھی allergic ہے، (الحمدللہ) کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ " سورۃ آل عمران :54، " اور کافروں نے مکر کیا

اور اللہ تعالیٰ نے بھی (مکر) خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے"۔

دسواں جواب: آخری سوال کا جواب یہ ہے کہ مسلمان دوسروں کی زندگیوں میں interfere کیوں کرتے اور دخل دیتے، کیوں دوسرے لوگوں کے پاس جاکر اسلام سے متعلق باتیں بتلاتے ہیں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ انڈیا کا Constitution Article no25 ہم کو یہ اجازت دیتا ہے کہ ہم کسی کو بھی اسلام سے متعلق باتیں بتلاسکتے ہیں، اپنا religion فالو کرسکتے ہیں لیکن کسی پر زبردستی نہیں کرسکتے۔ یہ رول ہمیں 1400 سال پہلے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالی کے حکم سے بتلایا تھا، سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 کی آیت نمبر 256 میں اللہ تعالی کا

ارشاد ہے:"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ""دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں"۔ زبردستی کر کے کلمہ پڑھانا جائز نہیں ہے، پھر ہم کیسے کسی کو زبردستی کلمہ پڑھائیں گے؟ قرآن کے خلاف ہم کیسے جائیں گے؟ اس طرح کا غلط عمل اگر ہم کریں گے تو الٹا ہمیں گناہ ملے گا، اس لیے ہم قرآن کے خلاف نہیں جائیں گے، قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ اگریمنٹ کو فالو کرو۔ ہم لاء آف دی اینڈ کے خلاف بھی نہیں جائیں گے، کسی پر زبردستی نہیں کریں گے لیکن اگر کوئی ہم سے کچھ پوچھتا ہے اور اگر کوئی ہمیں موقع دیتا ہے تو ہم اسے سمجھاتے ہیں۔

اچھا بھائی! ہم کسی کو سمجھاتے کیوں ہیں؟ کیونکہ مسلمان selfish نہیں ہو سکتا۔ اگر میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اسلام فالو کرنے کی وجہ سے مجھے جنت ملے گی، مرنے کے بعد کی زندگی میں مجھے سورگ ملے گا تو میں selfish کیسے بن سکتا ہوں؟ سر! میں کسی کو جہنم میں جاتے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟ میں

selfish نہیں ہو سکتا اس لیے مجھ میں یہ بھلائی کے تعارف کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

سورہ آل عمران سورہ نمبر 3 کی آیت نمبر 85 میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: " وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ ‌ ""جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا"۔

یہ آیت پڑھنے کے بعد میں کیسے selfish بن سکتا ہوں کہ میں یہ معلومات صرف اپنے پاس رکھوں؟ اس لیے میں اپنے غیر مسلم بھائی کو بھی یہ اچھی باتیں اس جذبہ کے ساتھ بتلاتا ہوں کہ اسلام کا تعارف ہو اور وہ بھی جہنم سے بچ جائے گا، میں زبردستی نہیں کروں گا اگر وہ نہیں مانتا ہے تو چھوڑ دوں گا، کوشش تو ضرور کروں گا کہ وہ جہنم سے بچا لیا جائے کیونکہ میں دوسروں کے لیے بھی ایک اچھا انسان بننا چاہتا ہوں۔

آج تک جتنے بھی غیر مسلم سے میں نے بات کی ہے یقین کیجئے کہ ایک بھی غیر مسلم نے مجھ سے mind your business نہیں کہا بلکہ اس نے کہا کہ آپ کتنے اچھے انسان ہیں، آپ واقعی selfish بننا نہیں چاہتے اس لیے مجھے یہ باتیں بتلا رہے ہیں، میں نے کہا دیکھو! میں selfish بننا نہیں چاہتا تھا اس وجہ سے میں نے آپ کو یہ باتیں بتلائی ہیں، وہ انسان اتنا خوش ہوا کہ اس نے میرے لیے مٹھائی کا ڈبہ بھیج دیا۔

میں 1996 دسمبر سے کام کر رہا ہوں (الحمد للہ)، 1996 دسمبر کی آخری تاریخ سے میں نے کام شروع کیا تھا اور آج کی تاریخ تک کبھی کسی غیر مسلم نے مجھ سے یہ نہیں کہا mind your business بلکہ اس نے میری عزت کی، اس نے کہا کہ آپ اتنے اچھے انسان ہیں کہ آپ چیز جان کر مجھے بھی بتلا رہے ہیں، میں بات شروع کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ بھائی! میں selfish بننا نہیں چاہتا، کیا آپ سننے تیار ہو؟ کیا ریڈی

ہو؟ ہاں! اس کے بعد میں بات کرتا ہوں، اگر وہ آدمی بے چینی کا اظہار کرتا ہے تو میں اس سے مزید بات بتلانا چھوڑ دیتا ہوں، زبردستی کرنے کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔

دین کے معاملہ میں اگر کوئی غیر مسلم نہیں مانتا تو ہم زبردستی نہیں مر سکتے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ﴿سورة الکافرون: 6﴾ "تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے"۔

بہر حال یہ چند سوالات کے جوابات تھے، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو قرآن و صحیح حدیث پہلے خود پڑھنے والا بنائے (ان شاء اللہ)، میڈیا پر اپنا پیسہ خرچ کر کے میڈیا کے بعض گوشے جو اسلام پر

اعتراض کر رہے ہیں اس کے effective طریقہ سے جواب دینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.